اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

سلسلہ تصوف نمبر ۱۶۴

نظامُ التوحید

المعروف

هدیہ چشتیہ صابریہ قادریہ رحمۃ اللہ علیہ

مصنفہ

جناب سید محمد یار شاہ صاحب خلیفہ چشتیہ بدیہہ صابریہ قادریہ رحمۃ اللہ علیہ
بمقام تحصیل دسوہہ، ضلع ہوشیارپور

جسے
اللہ والے کی قومی دکان ملک چنن الدین ککے زئی تاجر کتب قومی
کوچہ ککے زئیاں منزل نقشبندیہ بازار کشمیری
لاہور نے
(تعلیمی پریس لاہور میں باہتمام ملک نور الٰہی ... نے ...)

اس کے ... حقوق ... میں ترک ... یہ معنے ہو ... فیاں

یا حیّ یا ھُو

حقّ حق حقّ یا فرِید یا فرِید یا فرِیدُ الحقّ

بِسمِ اللہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ ؕ

نحمدُہٗ و نصلّی علیٰ رسُولِہِ الکرِیمِ ؕ

اَلحمدُ لِلّٰہِ ربِّ العالمین ہ والعاقبۃُ لِلمُتّقِین والصّلوٰۃ والسّلامُ علیٰ رسُولِہِ الکرِیمِ مُحمّدٍ وّ اٰلِہٖ و اصحابِہٖ اجمعِین ٭

اِس کے بعد خادم الفقراء شاہ مُحمّد پیر شاہ خلیفہ چشتیہ بدریّہ صابریّہ قادریّہ اہل طریقت کی خدمت میں گزارش کرتا ہے۔ کہ جو طریق اذکار و مسائِل علم تصوّف مجھ کو اپنے پیر و مرشد مولانا و مُرشدنا حضرت شاہ مُحمّد نظام الدّین عارف حق چشتیہ بدریّہ صابریّہ قادریّہ کی خدمتِ عالیہ سے حاصل ہُوئے ہیں واسطے طالبانِ حق و عاشقانِ حق قلمبند کرتا ہوں۔ کہ پڑھنے والے اُس سے فائدہ اٹھاکر خاکسار کے حق میں دُعائے خیر کریں ٭

(سیّد مُحمّد پیر شاہ)

۲۷ جمادی الاوّل ۱۳۳۶ھ ہجری المقدّس۔

نِظَامُ التَّوحِیدِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ

دیباچہ

برادرانِ طریقت! میرے پیر و مُرشد حضرت مولٰنا و مرشدنا شاہ مُحمّد نظامُ الدّین صاحب عارفِ حق چشتیہ، مدریّہ، صابریّہ، قادریّہ متوطن دھولیہ شریف ضلع جالندھر نے اِس حقیر کی تصنیف "ارشادِ مرشدی" دیکھکر خوشنودی ظاہر فرمائی۔ اور اِس فقیر کو حُکم فرمایا۔ کہ ایک کتاب مختصر مگر مفصّل جس میں مضمون کو اتنی طوالت بھی نہ ہو کہ پڑھنے والے کا جی اُکتا کر رہ جائے۔ بعلمِ توحید تعلیم برائے طالبانِ راہ ربّ الاحد تیار کرو۔ کہ جس سے فائدہ عام ہو۔ اور خصوصاً یارانِ طریقت جس سے فائدہ عظیم حاصل کریں ٭

سو اِس حقیر نے بموجب امرِ پیر و مرشد حضور انور کے اِس مضمون پر قلم اُٹھائی۔ اور بارگاہِ ربّ العزّت سے دعا مانگی کہ اِس ناچیز کو اِس افادہ عام کی توفیق عطا فرما۔ اور اُس بارگاہِ ذوالجلال سے اُمیدوار ہو کر فرمانِ مرشدی بجالانا شروع کیا ٭

یہ مختصر کتاب بایں طور شروع کی کہ مقدم امرِ الٰہی جو کہ ہر فرد و بشر پر اُس کے پروردگار کی طرف سے لازم ہیں بیان کروں ٭

(۱) چنانچہ نمازِ خمسہ بموجب ارشاد عارفانِ حق، طالبانِ حق، و عاشقانِ حق بیان میں کرتا ہوں۔ اوّل مقامِ ناسُوت یعنی سوتے ہوئے کی طرح۔ دوئم مقامِ ملکُوت میں ترک جاگتے ہوئے کی طرح۔ سوئم مقامِ جبرُوت یعنی دیکھنے کی طرح۔ جب یہ معنے ہوئے تو یاں

یعنی یار کے ہمراہ باوصل۔ پنجم مقام باہُوت یعنی بے یار و بے وصل ہونا وارد ہوتا ہے +

(۲) تشریح اذکار۔ (ا) ذکر لسانی (ب) ذکر قلبی (ج) ذکر رُوحی (د) ذکر سرّی (ہ) ذکر خفی معہ مقامات جو پہلے درج ہو چکے ہیں +

(۳) صلوٰۃ دائمی کا بیان معہ دلائل قرآن شریف واحادیث واقوال عارفانِ حق +

(۴) آشین ذاتی کا بیان معہ دلائل آیات قرآنی وحلیہ عکس نقشہ ازلی +

(۵) حقیقت رُوح مفصّل +

(۶) حقیقت قلب معہ نقشہ +

(۷) اُس بے نشان کی تلاش مرتبۂ احدیّت میں +

(۸) اُس مطلوب کی تلاش مرتبۂ وحدت میں +

(۹) اُس محبوب کی جستجو مرتبہ واحدیّت میں +

(۱۰) شجرہ قصیدہ چشتیہ، صابریہ، بدریہ +

(۱۱) نودہ اسم مبارک آنحضرت شیخ وسیّد محمدؐ مسعود الدّین بابا گنجشکر فرید فرد قائمقام زہد الانبیاء رحمۃ اللہ علیہ +

یہ مختصر بالفاظ مگر مفصّل بالمطلب مضمونات مندرجہ بالا رقم کر کے حضرت پیر و مرشد مولٰنا مولوی شاہ محمدؐ نظام الدّین عارفِ حق چشتیہ، بدریّہ، صابریّہ قادریّہ کی خدمت عالی میں پیش کئے۔ حضور انور نے پسندیدہ فرما کر اجازت اشاعت عنایت فرمائی۔ اور اس عاجز نے اس کتاب کا باسم حضور پر نور پیر و مُرشد نظام التوحید رکھا۔ ع

گر قبول افتد زہے عزّ و شرف

خاکسار خادم الفقراء شاہ محمدؐ پیر شاہ خلیفہ چشتیہ بدریہ، صابریہ، قادریہ۔ بمقام تحصیل دوسوہہ ضلع ہوشیارپور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دربیان نماز خمسہ

الشریعت اقوالی یعنی شریعت میرا قول ہے۔ طریق ذکر ذکر اللسان
لقلقۃ یعنی زبان کا ذکر لقلقہ ہے۔ اور یہ سیر ناسوتی عالموں کی راہ استقامت
ہے۔ اور یہ عنصری ناسوتی واجب الوجود کی دائمی نماز ہے ❖

الطریقت افعالی یعنی طریقت میرا فعل ہے۔ طریق ذکر ذکر القلب
وسوسۃ یعنی قلب کا ذکر وسوسہ ہے۔ اور یہ سیر ملکوتی زاہدوں کی راہ استقامت
ہے۔ اور یہ ممکن الوجود ملکوتی مثال کی دائمی نماز ہے ❖

والحقیقت احوالی یعنی حقیقت میرا حال ہے۔ طریق ذکر ذکر الروح مشاہدۃ
یعنی ذکر روحی مشاہدہ ہوتا ہے۔ اور یہ سیر جبروتی عاشقوں کی راہ کی استقامت
ہے۔ اور یہ ممتنع الوجود جبروتی نورانی کی دائمی نماز ہے ❖

والمعرفت سرّی یعنی معرفت میرا بھید ہے۔ طریق ذکر ذکر السرّی
معائنۃ یعنی ذکر سرّی معائنہ کرنا ہے۔ اور یہ سیر لاہوتی واصلوں کی راہ کی
استقامت ہے۔ اور یہ عارف الوجود لاہوتی کی دائمی نماز ہے ❖

من عرف نفسہ بالفناء فقد عرف ربہ بالبقاء جس نے اپنے نفس کو
فناہ سے پہچانا۔ اس نے اپنے پروردگار کو بقا سے پہچانا۔ تو اس پر الفقر لا یحتاج
علی اللہ وارد ہوجاتا ہے۔ اور شغل نوری بقا باللہ ہے۔ طریق ذکر ذکر الخفی
معائنۃ یعنی ذکر خفی محو در محو فناہ در فناہ ہوتا ہے۔ اور یہ سیر باہوتی
بے خدا و بے واصلوں کی راہ استقامت ہے۔ اور یہ واحد الوجود باہوتی
کی دائمی نماز ہے ❖

اور ان پانچوں وجوہات میں سے اگر کوئی درویش اپنی نماز کی مشغولی رکھتا ہے
تو اس کو بے نماز کہنا درست نہیں ہے۔ کیونکہ ذکر لسانی سے ذکر قلبی درجہ میں ترک
افضل ہے۔ اور ذکر قلبی سے ذکر روحی ہزار درجہ افضل ہے اے یہ معنے ہوئے فیاں

سرّی ہزار درجہ افضل ہے۔ اور ذکر سرّی سے ذکر خفی ہزار درجہ افضل ہے ٭

نماز دو قسم کی ہے

اوّل یہ کہ جس میں تعیّن وقت و رکوع سجود کی شرط ہے۔ جیسے نماز پنجگانہ اگر اس نماز کے نمازی نے اَنْ تَعْبُدُ اللّٰہَ کَاَنَّکَ تَرَاہُ فَاِنْ لَّمْ تَکُنْ تَرَاہُ فَاِنَّہٗ یَرَاکَ کو دل میں قائم کر کے نماز ادا کی ہے۔ یعنی ساتھ مشاہدہ یا بمراقبہ تو بیشک یہ نماز مقبول و موجب فلاح دارین ہے۔ اور جس کی نماز اس شان کی نہیں تو بقول شخصے "مجرا برباد گناہ لازم" یعنی اگر نماز پنجگانہ بغیر مشاہدہ نہ مراقبہ کے ہے۔ تو وہ بے سود اور برباد ہے۔ حدیث شریف میں وارد ہوا ہے۔ لَاصَلٰوۃَ اِلَّا بِحُضُوْرِ الْقَلْبِ نہیں ہوتی نماز بغیر حضوری قلب کے۔ اگر بطور مراقبہ کے نماز کو ادا کیا تو حضور قلب ہوا۔ اَلصَّلٰوۃُ مِعْرَاجُ الْمُؤْمِنِیْنَ نماز مومنوں کی معراج ہے۔ اگر ساتھ مشاہدہ کے نماز کو ادا کیا تو معراج سے مشرف ہوا، وارد ہوا ہے ٭

دربیان صلوٰۃ دائمی

یہ دوسری قسم کی ہے۔ اذکار الٰہی میں سے ایک ذکر کا نام صلوٰۃ دائمی ہے۔ اور یہ ذکر باسم ذات کیا جاتا ہے۔ اصطلاح صوفیاء کرام میں ذکر بمعنی یاد الٰہی۔ اور صلوٰۃ بمعنے نماز اور دائمی بمعنے ہمیشہ ہے۔ یعنی ذکر بذکر اسم ذات ہمیشہ اور ہر وقت نماز میں ہے۔ اور اس نماز میں تعیّن وقت و رکوع و سجود وغیرہ کی شرط نہیں ہے۔ اس نماز کا نمازی بلا تعیّن وقت و بغیر رکوع و سجود [illegible]وقت اپنی نماز میں مشغول رہتا ہے۔ اس کو ذکر اللہ دوامی کہتے ہیں۔ [illegible]کا نام نامی صلوٰۃ دائمی ہے۔ اور یہ نماز جمیع عبادات سے افضل ہے ٭

غرض صوفیاء کرام ذکر اللہ دوامی کو صلوٰۃ دائمی ارشاد فرماتے ہیں۔ اور یہ بھی فرمان ہے۔ کہ اس نماز میں اطمینان قلب بدرجہ غایت نصیب ہوتا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ تَطْمَئِنُّ قُلُوْبُهُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ یعنی دلوں کا اطمینان اللہ تعالیٰ کی یاد میں ہے۔ خبردار ہو اللہ تعالیٰ کی یاد میں اطمینان قلوب ہے۔ كَمَا قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ ؕ یعنے نماز بے حیائی و بدکرداری سے روکتی ہے۔ وہ نماز یہی ہے جس میں اطمینان قلب ہوتا ہے۔ یعنی اس نماز کے نمازی کا قلب کبھی خدا سے غافل نہیں رہتا۔ اور حالتِ قلبی کسی طرح اور کسی حال میں متغیر نہیں ہوتی۔ بلکہ وہ اپنی اصلی حالت پر قائم و برقرار رہتا ہے ؞

اِلَّا الْمُصَلِّيْنَ الَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلٰوتِهِمْ دَآئِمُوْنَ ؕ یعنی جو ہمیشہ دائمی نماز میں ہیں۔ ان کے دل میں کوئی بھلائی اور برائی جنبش نہیں دے سکتی۔ پس اگر اس نماز سے نماز پنجگانہ مراد ہے۔ تو اس نماز کے نمازی کی حالت قلبی برائی اور بھلائی کے پہنچنے پر قائم رہنی چاہیئے۔ حالانکہ قائم نہیں رہتی۔ یعنی نماز بھی پڑھ لیتے ہیں۔ بے حیائی و بدکرداری سے باز نہیں آتے۔ معلوم ہؤا کہ اطمینان قلب نہیں ہوتا ؞

اس سے ثابت ہؤا کہ پنجگانہ نماز کے علاوہ کوئی اور بھی نماز ہے۔ کہ جس کے نمازی کی حالت قلبی ہر دو حال میں اپنی اصلی حالت پر قائم رہتی ہے۔ كَمَا قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ یعنی محافظت کرو تمام نمازوں سے نماز درمیانی پر اور تم کھڑے رہو اللہ کے واسطے حالت خاموشی میں۔ اور یہ آیت تعلیم کے بارہ میں نازل ہوئی ہے۔ اور صلوٰۃ وسطیٰ سے مراد دل ہے۔ تو یہ معنے ہوئے کہ تم محافظت کرو تمام جسم کی امور ناشائستہ سے۔ اور خاص کر دل کو نگاہ رکھو۔ جتنک کہ تم اپنے دل کی نگرانی نہ کرو گے۔ تو نماز ادا نہ ہو گی۔ اور خدائے تعالیٰ کے نزدیک جس دل میں ترک ہے۔ وہ دل مقبول نہ ہو گا۔ اور قُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ کے یہ معنے ہوئے۔ قیام

مستعد ہو جاؤ۔ غیر اللہ اور ماسوی اللہ کے دور کرنے میں بحالت تصور و تفکر۔ حدیث شریف لَا تُقْبَلُ الصَّلٰوۃُ بِغَیْرِ طُھُوْرٍ ھِمْ۔ یعنی طہارت کے بغیر نماز قبول نہیں ہوتی۔ اس کے یہ معنے نہیں کہ دل میں کفر اور شرک طرح طرح کے فسادات بھرے ہوں اور ہاتھ منہ دھو کر نماز پڑھ لی۔ اور قبول ہو گئی یہ نہیں جب تک تطہیر القلب عَنْ مَاسِوَی اللّٰہِ نہ ہو۔ خدا تعالےٰ کے نزدیک وہ نماز نہیں ہرگز نہیں۔ کما قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی فَسْئَلُوْا اَھْلَ الذِّکْرِ اِنْ کُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ یعنی اہل ظواہر فرماتے ہیں۔ کہ یہلوں سے دریافت کرو۔ اور صوفیاء کرام کا یہ مقولہ ہے۔ کہ اہل تصوف سے دریافت کرو کیونکہ اہل تصوف ہمیشہ ذکر الٰہی میں مشغول رہتے ہیں۔ اس لئے ان کا نام اہل الذکر رکھا گیا ہے +

حدیث شریف مَنْ اَرَادَ اَنْ یَّجْلِسَ مَعَ اللّٰہِ یَجْلِسُ مَعَ الذِّکْرِ یعنے جو یہ ارادہ کرے کہ میں خدا کے ساتھ بیٹھوں۔ پس وہ صوفیوں میں بیٹھے۔ کہ وہاں بغیر ذکر اللہ کچھ تذکرہ نہیں ہوتا۔ یہ لوگ تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللّٰہِ سے موصوف ہوتے ہیں +

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی یَاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَابْتَغُوْا اِلَیْہِ الْوَسِیْلَۃَ وَجَاھِدُوْا فِیْ سَبِیْلِہٖ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ اے ایمان والو ڈرو اللہ سے اور ڈھونڈو اس کی طرف وسیلہ اور کوشش و محنت کرو اس کی راہ میں تاکہ فلاح کو پہنچو +

آیت مذکورہ بالا میں کلمہ اٰمَنُوْا کے متعلق قرآن و حدیث ہے۔ اور اِتَّقُوا اللّٰہَ میں جملہ امر و نواہی شامل ہیں۔ اور وَابْتَغُوْا اِلَیْہِ الْوَسِیْلَۃَ سے بیعت پیر و مرشد مراد ہے۔ اور جَاھِدُوْا سے ریاضت و مجاہدہ نفس۔ اور سَبِیْلِہٖ سے راہ معرفت الٰہی مراد ہے یعنی پیر کامل سے بیعت کر کے بارشاد مرشد حصول معرفت الٰہی کے لئے ریاضت و مجاہدہ میں مشغول رہے تاکہ دیدار الٰہی سے مشرف ہو۔ اور جو شخص بیعت پیر و مرشد کا منکر وہ سنت و نص قرآنی کا منکر ہے۔ اور یہ [illegible] پر خطر بغیر پیر کامل کے طے نہیں کر سکتا +

[illegible]ث شریف عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ ابْنِ عُمَرَ مَنْ مَاتَ وَلَیْسَ فِیْ عُنُقِہٖ

بَیْعَةٌ مَاتَ مِیْتَةً جَاہِلِیَّةً وَمَنْ خَلَعَ یَدًا مِنْ طَاعَةٍ لَقِیَ اللّٰہَ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَلَا حُجَّةَ لَہٗ یعنی جو شخص مرگیا اور اس کی گردن میں بیعت نہیں ہے تو وہ مرگیا جاہلیّت کی موت۔ اور جس نے اپنے ہاتھ اللہ کی اطاعت پر اٹھائے وہ بروز قیامت اللہ سے ملے گا۔ اور اُس کے واسطے کوئی حجّت نہ ہوگی۔ پس اس راہ میں پیر کامل کی دستگیری لازم ہے۔ اول رہبر کامل کو تلاش کرے ورنہ محرومی کا سامنا ہوگا ÷

آیت قرآنی مَنْ کَانَ فِیْ ھٰذِہٖٓ اَعْمٰی فَھُوَ فِی الْاٰخِرَةِ اَعْمٰی وَاَضَلُّ سَبِیْلًا ۝ (جو شخص اس جہان میں اندھا ہے وہ عاقبت میں بھی اندھا ہی رہیگا۔ بلکہ از روئے راہ وہ زیادہ گمراہ ہوگا) وارد ہوا ہے ÷

ترجمہ ہندی بچن گورو کبیر صاحب ؎

جس کو درشن اِت ہے اُس کو درشن اُت
جس کو درشن اِت نہیں اُس کو اِت نہ اُت

آیت قرآنی اِنَّ الْمُبَذِّرِیْنَ کَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّیٰطِیْنِ (جو لوگ عمر ضائع کرتے ہیں۔ وہ لوگ بھائی شیطانوں کے ہیں) ÷

ترجمہ ہندی بچن گورو کبیر صاحب ؎

کبیرا یہ تن لالچی سمجھے نہیں گوار | بھجن کرن کو سست ہے کھانے کو ہوشیار
چھن چھن بیتا جات ہے ہر سے کرلے ہیت | پھر پچھتاوا کیا کرے جب چڑیاں چُگ گئیں کھیت

آیت قرآنی اَوْفُوْا بِالْعَھْدِ اِنَّ الْعَھْدَ کَانَ مَسْئُوْلًا (پورا کرو تم وعدہ تحقیق پوچھے جاؤ گے وعدے سے) ÷

ترجمہ ہندی بچن گورو کبیر صاحب ؎

شبد برابر دھن نہیں جے کوئی جانے کول
ہیرا تو دام ول لے شبد کا مول نہ تول

یعنی بغیر قیمت و بغیر وزن کے یہ نعمت ہر ایک انسان کو عطا ہوئی۔ لیکن قدر ہزار میں سے کسی کسی کو ہوتا ہے۔ جو شبد کا بول جانتے ہیں اور عہد پورا کرتے ہیں۔ وہ نعمت کیا ہے۔ یعنی ہر جاندار چیز کی سانس لفظ ھُو کے ساتھ نکلتی ویاں

ہوئی نیکن کسی کی معلوم اور کسی کی معدوم ہے +
آیت قرآنی وَفِی اَنْفُسِکُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ۔ یعنی وہ تمہارے نفسوں میں ہے۔ پس کیوں نہیں دیکھتے +
ترجمہ ہندی بچن گورو کبیر صاحب ؎
جیوں نینوں میں پوتلی خالق گھٹ کے ماہ
مورکھ لوگ نہ جاندے باہر ڈھونڈن جاہ
اے یار اُس مطلق حقیقی کی تلاش کرنا ضروری ہے۔ وارد ہوا ہے۔ آیت قرآنی نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْہِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ (وہ تمہاری شاہ رگ سے زیادہ قریب ہے +
اے یار وہ مطلق حقیقی شاہ رگ سے محبّت رکھتا ہے۔ اور جس کے قریب شاہ رگ ہے۔ حُسن کی شہرش بھی اُسی میں پائی جاتی ہے۔ وارد ہوا ہے۔
ترجمہ ہندی قول حضرت میراں بھیکھ چشتی صاحب ؎
بھیکھا بھوکھا کوئی نہیں ہر کی گٹھڑی لعل
گرہ کھول نہ جاندے اس بدھ ہئے کنگال
آیت قرآنی وَھُوَ مَعَکُمْ اَیْنَمَا کُنْتُمْ۔ یعنی وہ تمہارے ساتھ ہے جس جگہ کہ تم ہو +
آیت قرآنی فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْہُ اللّٰہِ یعنی جس طرف تم رُخ کرو۔ اُس طرف اللہ کا چہرہ ہے۔ وارد ہوا ہے +
اے یار پھر غیر دیکھنا واجب نہیں۔ اللہ تعالےٰ توفیق دے تو ہر راہ میں اُس کے چہرے بغیر نہ دیکھے۔ ترجمہ ہندی بچن تلسی داس فقیر ؎
ہے نیرڑے سوجھت ناہیں لعنت ایسی ترند
تلسی اس سنسار کو بھیا مونتیا بند
مونتیا سے مراد ہے کہ لوگوں کے دیکھنے میں فرق ہے۔ پیر و مرشد کی مدد کے بغیر آنکھوں کی بینائی درست نہیں ہو سکتی۔ خواہ کتنی ہی عملی فضیلت حاصل کرے +
آیت قرآنی اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہَ یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ

یعنی اے محمدؐ جو لوگ بیعت کرتے ہیں تجھ سے وہ ضرور بیعت کرتے ہیں اللہ سے وارد ہوُا ہے۔ جو لوگ اِس قاعدے کے برخلاف ہیں وہ ہمیشہ کے لئے جدائی کے جنگل میں رہیں گے۔ ترجمہ ہندی بچن گورو کبیر صاحب ؎

توں ڈھونڈے جس چیز کو کسی بدھ آوے ہاتھ

کہن کبیر تب پائیے جو بھیدی لئے ساتھ

دیگر بچن گورو نانک صاحب ؎

ناانک منوں نہ وِسرے گُن ندھ گوبند رائے ۔ ٹوٹے بندھن جرم مرن کا سادھو سیئوں سکھ پا

ست گورکی کرپا بناں چالے برن چمار ۔ بڑی بڑیائی ایہہ ہے ہو روم روم کرتار

دیگر بچن گورو نانک صاحب ؎

گورمکھ سمرت شاستر بید گورمکھ پاوے گھٹ گھٹ بید

گورمکھ رام نام رنگ راتا نانک گورمکھ خصم پچھانا

حدیث شریف میں وارد ہوُا ہے۔ وَلَا تَفَکَّرُوْا فِیْ ذَاتِہٖ تَفَکَّرُوْا فِیْ صِفَاتِہٖ یعنی نہ سوچ بچار کرو اُس کی ذات میں اور فکر کرو اُس کی صفات میں وارد ہوُا ہے۔ ترجمہ ہندی بچن گورو کبیر صاحب ؎

کبیر اسادھو درشن سے اُتر و بوجھل بار ۔ درشن کیجے سادھ کا دن میں کئی ایک بار

کبیر اسادھو درشن سے کال کچھ نہیں دے ۔ کئی بار نہیں کر سکے ایک بار کرلئے

حدیث شریف دیگر تَفَکَّرُوْا سَاعَۃٍ خَیْرٌ مِّنْ عَمَلِ الثَّقَلَیْنِ یعنی ایک ساعت کا فکر دو جہان کے عمل سے افضل ہے۔ وارد ہوُا ہے۔ ترجمہ ہندی قول سیّد میراں بھیکھ چشتی صاحب ؎

ایک گھڑی سے آدمی گھڑی آدھی سے بھی آدھ

بھیکھا سنگھت سادھ کی کٹن کوٹ اپرادھ

حدیث دیگر تَفَکَّرُوْا سَاعَۃٍ خَیْرٌ مِّنْ عِبَادَتِ السَّنَتَیْنِ یعنی ایک ساعت کا فکر دو سال کی عبادت سے افضل ہے یعنی ذکر کی شرط فکر ہے۔ اور فکر کی شرط ذکر ہے۔ ترجمہ ہندی بچن گورو کبیر صاحب ؎

نہ سکھ وِچ گرہست دے نہ سکھ چھڈ گیاں ۔ نہ سکھ پڑھیاں پنڈتاں نہ سکھ بھوپ پیاں

نہ سُکھ چٹیں کپڑیں نہ سکھ رنگ رلیاں ــــ نہ سُکھ تیر نہ جاتراں نہ سُکھ بیٹھ رہاں
سُکھ ہے وچ بچار دے سنتاں سرن پیاں

اے یار آیت و احادیث و اقوال عارفانِ حقیقی کے جو لوگ برخلاف ہیں - وہ گمراہی کے جنگل میں ہیں - اُن کی عبادت نماز روزہ کوئی مقبول نہیں - جب تک مسلمان ہو کر مومن کے درجہ کے مستحق نہیں ہوتے - کلمہ طیّب و کلمہ شہادت حق تعالےٰ کی معرفت ہے علم معرفت سوائے پیرومرشد کے محال ہے - کیونکہ زبانی کلمہ غیر مذاہب بھی پڑھ لیتے ہیں لیکن جب تک حقیقت سے واقف نہیں ہوتا مسلمانی محال ہے ❊

آیت قرآنی فَاذْکُرُوْنِیْٓ اَذْکُرْکُمْ وَاشْکُرُوْا لِیْ وَلَا تَکْفُرُوْنِ - یعنی تم مجھے یاد کرو اور میں تمہیں یاد کرونگا - اور احسان مانو میرا اور مت ناشکری کرو - اور عارفانِ حقیقی فرماتے ہیں - کہ یاد کرنا بھی دو طرح کا ہے - ایک لفظی دوسرا معنوی یاد کرنا ہے ❊

اے یار! لفظی ذاکر عام لوگ ہیں - جو حصول دنیا و عاقبت کے واسطے سفر و مجاہدہ ذکر کرتے ہیں - اور معنوی ذاکر خاص لوگ ہیں - جو سفر و مجاہدہ ذکر و فکر اپنے مولا کے واسطے کرتے ہیں - ترجمہ ہندی بچن گورو کبیر صاحب ؎

پریم برابر کچھ نہیں پریم بناں نہیں گیان ــــ پریم بھگتی بن سادھو سب کچھ تھوتھا جان
پڑھ پڑھ کے سب جگ سؤا پنڈت بھیا نہ کو ــــ ڈھائی حرف پریم کے پڑھے سو پنڈت ہو

اے یار ڈھائی حرف پڑھنے سے تو پنڈت ہو جاتا ہے - اور جو علم ساری عمر کسب روزگار کے واسطے پڑھتا رہا - اُس سے پورا عالم یا پنڈت نہیں ہو سکتا. وارد ہوا ہے ❊

حدیث شریف نَوْمُ الْعَالِمِ اَفْضَلُ مِنْ عِبَادَتِ الْجَاھِلِ یعنی سونا عالم کا افضل ہے - جاہلوں کی عبادت سے - یہ علمائے خاص کی طرف اشارہ ہے - نہ کہ کسبی و رسمی علم کے عالم ❊

حدیث دیگر مَنْ عَرَفَ نَفْسَہٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّہٗ یعنی اپنے نفس کے علم کی شناخت کرنی خدا تعالےٰ کی شناخت کرنی ہے - یہ نہیں فرمایا گیا - کہ جس نے قرآن مجید حفظ کر لیا - اُس نے خدا تعالےٰ کو پہچان لیا - جس نے حج و زکوٰۃ و نماز ادا کیا -

یا پرہیزگار یا بڑا بھاری عالم بن گیا۔ اُس نے خدا تعالےٰ کو پہچان لیا۔ ہرگز نہیں۔ قول حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا ہے۔ اَلْعِلْمُ نُقْطَۃٌ یعنی علم ایک ہی نقطہ ہے جو انسان ہی کے لئے ہے۔ اور اُسی کا مرتبہ ہے کہ جاننے سے نہ جاننا اور نہ جاننے سے جاننا علم توحید کا ہے۔ جو ایک ہی نقطہ ہے ✣

ترجمہ ہندی بچن گرو کبیر صاحب ؎

مالا جپوں نہ نام لوں مُکھ سے جپوں نہ رام
رام ہمارا ہم کو جپے اور ہم کریں بسرام

ترجمہ ہندی ؎

اساں واسطے یہ ہم دے کھوجنے توں ملیا آسرا گمنتھ تے پوتھیا ندا
کسے بید قرآن نوں واہ کھادا کسے واہ کھادا بھارا کھوتیا ندا

اگر علم حاصل کرکے نتیجہ روزگار کا نکلا تو بے علم نے کھوتیوں سے کام لے لیا۔ تو عالم اور بے علم کا درجہ مساوی ہوا۔ حضرت پیر دستگیر سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے سوال کیا یارَبِّ مَا عِلْمُ الْعَالِمُ یعنی اے ربّ العالمین علم العالم کیا چیز ہے۔ فرمایا گیا۔ یَا غَوْثَ الْاَعْظَمِ اَلْعِلْمُ عِلْمُ الْجَھْلِ عَنِ الْعِلْمِ۔ یعنی اے غوث الاعظم علم سے جاہل ہونے کو علم کہتے ہیں۔ یعنی جو اپنے علم سے بے خبر ہوا۔ وہ اپنے اصلی علم کا عالم ہوگیا۔ ترجمہ ہندی حضرت میراں بھیکھ چشتی صاحب ؎

پڑھنا گڑھنا کسب ہے۔ اور سوار لے جیبھ
جس پڑھنے شوہ پایئے اوہ پڑھنا کسے نصیب

حدیث شریف میں وارد ہوا ہے۔ مَنْ سَکَتَ سَلَمَ نَجٰی یعنی جو خاموش رہا۔ وہ سلامت رہا۔ اور جو سلامت رہا اُس نے نجات پائی ✣

اے یار! خاموش ہونا ایک راز ہے۔ جو صحبت فقرا سے حاصل ہو سکتا ہے ✣

حدیث قدسی میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ کُنْتُ کَنْزًا مَخْفِیًا فَاَحْبَبْتُ اَنْ اُعْرَفَ فَخَلَقْتُ الْخَلْقَ لِاُعْرَفَ یعنی ایک میں پوشیدہ

خزانہ تھا پس میں نے خواہش کی کہ پہچانا جاؤں سو اس مطلب کے لئے میں نے خلقت کو پیدا کیا۔ تو اس وقت مخفی خزانہ کی آواز یعنی ندا یہ تھی۔ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنَا یعنی میں ہی خدا ہوں میرے سوا اور کوئی خدا نہیں۔ اور جو کچھ مخفی خزانہ میں موجود تھا۔ وہ عالم ناسوت کے بازار میں روشن کر دیا۔ تو یہ بھی آتے ہی وہی بولی بولنے لگا۔ یعنی کوئی کہتا ہے کہ میں بڑا عالم ہوں۔ کوئی کہتا ہے کہ میں بڑا حافظ ہوں۔ یا عقلمند ہوں میں بڑا پہلوان ہوں۔ کوئی کہتا ہے میں بڑا دولتمند ہوں۔ ہر ایک وہی بولی بولتا ہے۔ جو حکیم مطلق نے بھر دی تھی۔ پس بولی سب کی ایک ہے۔ کُنْ فَیَکُوْنَ یعنی کُن کہنے والے کی بھی اور فیکون جو کچھ ہو گیا۔ وہ بھی وہی بولی بولتا ہے۔ یعنی بولی کے مرتبہ دو ہیں۔ ہستی مطلق وہی ہستی موہومہ جو لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کے پڑھنے اور سمجھنے یا اس پر عمل درآمد کرنے سے ثابت ہو سکتی ہے۔ جس وقت آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر یہ راز کھل گیا۔ تو آپ نے فرمایا۔ رَاَیْتُ رَبِّیْ بِرَبِّیْ میں نے اپنے رب کو اپنے رب سے پہچانا۔ پھر فرمایا مَنْ رَاٰنِیْ فَقَدْ رَاَی الْحَقَّ یعنی جس نے مجھے دیکھا بیشک اس نے حق کو دیکھا۔ فرمایا گیا۔ اور آنحضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہؓ سے سوال کیا کہ تم نے حق کو کس طرح پہچانا۔ تو کسی نے کہا کہ صدق و عبادت و سخاوت سے پہچانا۔ اور کسی نے کہا کہ عدل و عبادت و سخاوت سے پہچانا۔ اور کسی نے کہا کہ حیا اور عبادت و سخاوت سے پہچانا۔ اور کسی نے کہا علم و قدرت سے پہچانا۔ اور حضرت علی مرتضےٰ کرم اللہ وجہہ نے کہا عَرَفْتُ رَبِّیْ بِعَیْنِ رَبِّیْ یعنی میں نے اپنے رب کو اپنے رب کی آنکھوں سے دیکھا۔ فرمایا گیا۔ تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ مجھ کو بھی یہی حکم تھا کہ جو یہ جواب دیوے خرقہ خلافت فقر اسی کا ہے۔ حضرت عارف حق و عاشق حق حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ تخم پاک معرفت کو آدم علیہ السلام کے زمانہ میں زمین میں بویا اور حضرت نوح علیہ السلام کے وقت میں زمین سے نکلا۔ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانہ میں مرتبہ گل پر پہنچا دیا۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں خوشہ ظاہر کیا۔ اور حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے زمانہ میں انگور نمایاں کئے۔ اور حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ

وآلہ وسلم کے وقت میں اُس کی صاف شراب کھینچی گئی۔ اور امت کے رندوں نے اُس شراب خالص کے قدحے پئے۔ اور بیخود ہوئے۔ اور بلند آواز سے کہا سُبْحَانَ مَا اَعْظَمَ شَانِیْ سبحان اللہ میری شان کیسی اعلےٰ ہے۔ وَلَیْسَ فِیْ جُبَّتِیْ سِوَی اللّٰہِ میرے جبّہ میں اللہ تعالےٰ کے سوا اور کوئی نہیں وَاَنَا الْحَقُّ اور میں حق ہوں لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اور نہیں ہے کوئی خدا مگر میں مَا رَاَیْتُ شَیْئًا اِلَّا وَرَاَیْتُ اللّٰہَ فِیْہِ یعنی میں نے نہیں دیکھی کوئی چیز مگر پہلے اُس کو خدا نے دیکھ لیا ہے

من نمے گویم انا الحق یار مے گوید بگو
چوں نگویم چوں مرا دلدار مے گوید بگو

میں اَنَا الْحَقّ نہیں کہتا۔ بلکہ یار کہتا ہے کہو۔ میں کسطرح نہ کہوں جب کہ یار کہتا ہے کہ کہو۔

اگر تو جان کے کانوں سے سُنے تو ہر دم اَنَا الْحَقّ کی آواز ہر شے سے نکلتی ہے۔ اور اس آواز کے بغیر کوئی بھی جہان میں نہیں ہے۔ لیکن اس زمانہ میں یہ حال حضرت منصُور کی زبانی قال کی صورت میں ظاہر ہوا۔ یعنی حال اس قدر حاصل ہوا کہ حضرت منصُور کو ٹکڑے ٹکڑے کیا گیا۔ اور جلایا گیا۔ اس کی راکھ کو دریائے دجلہ میں برباد کیا گیا۔ لیکن کوئی بھی اِس آواز کو بند نہ کر سکا۔ پس یاد رہے کہ وہ آواز منصور سے نہ تھی۔ پہلے وہ اِنِّیْ اَنَا اللّٰہُ درخت سے آئی تھی۔ درخت بھی درمیان نہ تھا۔ کیا تعجب ہے کہ منصُور سے آئی ہو۔ اور منصور بھی درمیان نہ تھا۔ پس میرا دل تیرے وصل کے کعبے کا بہت مشتاق ہے۔ اگرچہ ظاہری آنکھوں سے پوشیدہ ہے۔ لیکن باطنی نظر میں موجود ہے۔

اے یار امید رکھ کہ جو چیز غائب ہے۔ حاضر ہو جائیگی۔ اور باطن سے ظاہر میں آجائے گی۔ تاکہ صورت اور معنےٰ کی خوبصورتی یکساں تصوّر میں آئے۔ اس واسطے کہ جس کا باطن حضوری نور سے بھرپور ہے۔ اُسی طرح ظاہری نظر بھی حاضر و ناظر سے تعلق رکھتی ہے۔ اگر ناظر نظر میں حاضر کے حضُور کی

رغبت نہ رکھتا ہو۔ تو باطن سے ظاہر کو آراستہ نہ کرتا ہے

کہ جہاں صورت است معنی دوست
در بمعنے نظر کنی ہمہ اوست

کہ جہان صورت کی طرح ہے۔ اور اس کے معنے دوست ہیں۔ اگر تو معنوں کا خیال کرے تو سب کچھ وہی ہے۔ مگر معنے کی خوب صورتی صورت کے آئینے بغیر نہیں دیکھی جاتی۔ اسی طرح صورت کا قایم رکھنا بغیر معنوں کی خوبصورتی کے محال ہے۔ پس صورت کا وجود معنے کی ظہور کی خاطر ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ خَلَقَ اٰدَمَ عَلٰی صُوْرَتِہٖ۔ یعنی اللہ تعالےٰ نے آدمؑ کو اپنی صورت پر پیدا کیا وارد ہوا ہے ❊

چونکہ تیرے خیال میں میری دونوں آنکھیں لگی رہتی ہیں۔ اِس لئے جس کو میں دیکھتا ہوں یہی خیال کرتا ہوں کہ تو ہی ہے۔ پس جو نیست تھا۔ وہ ہست ہو گیا۔ جو ہست تھا وہ نیست ہو گیا۔ جو مقصود ہے وہ موجود ہے۔ اس کے سوا جو وجود ہے وہ معدوم ہے۔ اِسی واسطے کہ اس کے چہرے کے ابرو کے طاق کے سوا اور کوئی محراب نہیں رشکہ ہے خدا کا اور کوئی نہیں۔ اِنِّیْ بَرِیْءٌ مِّمَّا تُشْرِکُوْنَ یعنی تحقیق میں بری ہوں اُس سے جو تم شریک بناتے ہو۔ وارد ہوا ہے ❊

چناں در اسم او کن جسم پنہاں
کہ چوں گردد الف در بسم پنہاں

اُس کے نام میں جسم کو اس طرح پوشیدہ کر جس طرح کہ الف بسم میں پوشیدہ ہے ❊

اے یار! اگر تو عین دیکھے گا تو عین ہے۔ اگر غیر دیکھے گا تو غیر ہے۔ بلکہ عین غیب میں ہے۔ ہویت کے جمال پر نہیں۔ جب اُس کی آنکھ دُلہن کو ایک اور راز حاصل نہ ہو جائے۔ پس عبودیّت اور ربوبیّت دونوں ذاتی صفات ہیں۔ جس وقت آنحضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر ربوبیّت کی صفت غالب آتی اور عبودیّت کی صفت محو ہو جاتی۔ اس وقت جو کچھ زبان مبارک سے فرماتے وہ کلام اللہ کی طرف سے ہوتا۔ اور جب عبودیّت کی صفت پھر آتی۔ اس وقت جو کچھ زبان مبارک سے ارشاد فرماتے وہ حدیث ہوتی۔ اور جبرائیل سے مراد یہی ہے

یعنی ان دونوں خواص کے درمیان خواطر ہیں۔ جو عبودیّت کی صفت میں ربوبیّت کے حال کی خبر دیتا ہے۔ اس میں شک نہیں۔ اس واسطے کہ ؎

چوں در آید وصل را حالہ گم شود گفتگوئے دلالہ

جب وصال کی حالت آجاتی ہے۔ تو دلالہ کی گفتگو گم ہو جاتی ہے۔ بلکہ لَا شَرِیْکَ لَہٗ کے دائرہ وحدت میں دلالہ کا کیا کام ؎

در عشق پیام در نگنجد خود بود کہ خود پیغمبری کرد

عشق میں پیغام رساں کی گنجائش نہیں۔ وہ آپ ہی تھا جس نے پیغمبری کی وارد ہوا ہے ؞

حدیث شریف اَلْمُؤْمِنُ مِرْاٰۃُ الْمُؤْمِنِ یعنی مومن مومن کا آئینہ ہے۔ بیشک عاشق معشوق کا آئینہ ہے۔ یہاں ایک باریک راز ہے۔ جس کی حقیقت جان کے ادراک کے سوا معلوم نہیں ہو سکتی۔ یعنی عشق سے مراد آپ اپنے تئیں دیکھنا ہے۔ اس واسطے معشوق کا آئینہ موجود ہوا۔ تو معشوق نے اپنی طرف دیکھا اور عاشق کو پایا۔ یعنی جب اپنے خیال کے کمال کو دیکھا تو اپنا عاشق بن گیا۔ پس عاشق کی توجہ معشوق کی طرف معشوق کا مشتاق ہوتا ہے عاشق پر۔ یعنی اپنے آپ پر۔ پس عاشق معشوق کا آئینہ ہے اور معشوق عاشق کا آئینہ ہے۔ عاشق فعل معشوق اور معشوق کا فعل عین عشق ہے۔ یعنی جب آپ میں آیا۔ تو اس اپنی صنعت سے اپنے آپ کو اپنے پر ظاہر کیا یعنی حسن کی دلہن معشوق کے پردہ میں جلوہ گر ہوئی۔ اور قسم قسم کی تجلیات سے متجلی ہوئی۔ یعنی اپنے آپ کو تمام جہان کی صورت میں اپنے آپ پر ظاہر کیا۔ اور اچانک بے واسطہ مقام سے ندا آئی۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ۔ یعنی کوئی معبود نہیں مگر وہ رحم کرنیوالا ہے یعنی میرے سوا اور کوئی اور میں تیرے سوا نہیں ؞

رحمت سے مراد حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ظہور ہے۔ اور رحیم کا کنایہ اُس کے شہود سے ہے۔ جو کہ ظہورات کے صحراؤں میں ظاہر ہے۔ یعنی اصل تو ہی ہے۔ اور باقی جو کچھ ہے وہ صفت ہے پس غیریّت کا بادل جو درمیان میں حائل ہوتا ہے وہ لُطف کی ہوا سے اُڑ جاتا ہے ؞

پس حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلّم نے جتنی مرتبہ اپنے آپ کو چاہا خدائے پاک کو پایا۔ اور جتنی مرتبہ خدائے پاک کو ڈھونڈا اپنے آپ کو پایا اسی واسطے مَنْ عَرَفَ نَفْسَہٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّہٗ یعنی اپنی شناخت کرنی خدائے پاک کی شناخت کرنی ہے۔ وارد ہوا ہے ٭

اے یار شیخ اپنے تصرف سے طالب کے بطون میں لور ذکر پیدا کر سکتا ہے اور تخم محبت طالب کی زمین استعداد میں بو سکتا ہے لیکن خاصیت استعداد وجود طالب میں داخل نہیں کر سکتا۔ فرمایا گیا ہے ٭

اے یار توحید کی راہ سفر ہر وجود سے نہیں ہو سکتا۔ اور ہر شخص کو اس کی ہمت نہیں ہے۔ اگر کوئی شخص اپنی ہستی کا خیال رکھے۔ اور اُس کی ذات کو موجود جانے۔ تو بیشک وہ اپنے شرک کا خود گواہ ہے۔ اور جو شخص اس کی ذات کے خیال میں مستغرق ہو۔ اور اپنے وجود کا بھی گمان کرے۔ وہ بیشک کفر پر سند کرتا ہے۔ اور جو شخص اُس کی ذات کے مقابلہ میں اپنی ذات کو موجود سمجھے۔ اور اس کی ذات کی طلب بھی کرے بالکل نادان ہے جس نے آپ کو دیکھا۔ اُس کو نہ دیکھا جس نے اس کو دیکھا آپ کو نہ دیکھا۔ فرمایا گیا ہے ٭

حدیث شریف میں وارد ہوا ہے۔ وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَأْتِيَكَ الْيَقِيْنُ ط یعنی اپنے پروردگار کی عبادت کر جب تک کہ تجھے یقین موت آجائے ٭

مشین ذاتی کا بیان

اے یار حکیم مطلق نے روز ازل میں جسم انسانی کی مشین یعنی بانسری بنائی اور اُس کو کل پرزوں سے درست کر کے اس میں عظیم الشان طلسم قائم کر کے اپنی رُوح یعنی آواز یا پھونک بھر دی۔ چنانچہ حکیم قدیم ملائکہ کو حکم فرماتا ہے۔ سَوَّيْتُهٗ وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِيْنَ یعنے جب میں اُس کو ٹھیک بنا چکوں یعنی جسم انسانی کی طلسمی مشین کو اور پھونکوں اس میں

اپنی رُوح یعنی بھر دوں اُس میں اپنی پھونک با آواز تو تم گر پڑو اُس کے آگے سجدہ میں۔ یعنی میری اس حیرت انگیز کارسازی و حکمت عملی کو دیکھ کر کہ بنایا کچھ اور کر دکھایا کچھ فوراً ہی سجدہ کرنا +

پھر اس مشین کی کوک چڑھا کر عالم ناسُوت میں بھیجدیا۔ اور یہاں آتے ہی وہی بولی بولنے لگا۔ جو حکیم مطلق نے اُس میں بھر دی تھی۔ اگر اس مشین کو کھول کر دیکھو۔ تو بجز گوشت و پوست و خون و استخوان وغیرہ کے اور کچھ بھی نہیں پاؤ گے۔ بانسری کی طرح پیٹ خالی ہے +

اے یار اب تم خود ہی غور کر کے فیصلہ کر سکتے ہو۔ کہ یہ آواز کس کی ہے۔ اور اس جسم میں جان یعنی روح کیا شے ہے۔ اور یہ گفت و شنید کون کرتا ہے اور یہ اسی طلسم ساز کبیر الشان کی طلسم سازی ہے۔ کہ اس ننھے سے جسم انسانی میں عالم کبیر کہ نہ جس کی ابتدا ہے۔ نہ انتہا پھر کر عقول ملائکہ کو چکر میں ڈال دیا۔ اور وہ پکار اُٹھے۔ کہ سُبْحَانَكَ لَا عِلْمَ لَنَآ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا اِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ اے پروردگار! ہم کو کوئی علم نہیں۔ تو ہی علم جاننے والا ہے۔ وارد ہُوا ہے +

اے یار! وہ کونسا علم ہے۔ کہ جس کی عالمِ ملکوت کو ہوا بھی نہیں لگی۔ وہ علم یہی ہے۔ کہ پہلے مٹی کی مورت بنائی۔ اور جب نقشہ ازلی کے موافق یہ طلسم خاکی تیار ہو گیا۔ تو اُس منقش و مزین پتلہ کے دل میں اپنی روح پھونکی اور آنکھ بچا کر تخت شاہی پر خود ہی جلوہ فرمایا۔ اور شاہ نشین کے عین جھروکوں میں سے ملائکہ کو حکم ہُوا کہ فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِيْنَ گر پڑو اُس کے آگے سجدہ میں کہ در اصل وہ میں ہی ہوں +

نقشہ "حلیہ عکس نقشہ ازلی" صفحہ آیندہ پر ملاحظہ فرمایئے :-

حُلیہ عکس نقشہ ازلی

مظہر کمالیّت خالق

لطیفہ عقلی

مظہر جلالیّت

نفس شیطان ہے اس میں سات گُن یہ ہیں :- بغض، حسد، حرص، حسرت، ہوا، گمان، مرتبہ خود نمائی - مرتبہ خود پسندی وغیرہ کو ہستی موہومہ کہتے ہیں۔ اُقتلُوا اَنفُسَکُم بِسَیفِ المُجَاھِدَاتِ وَالمُخَالِفَاتِ یعنی اپنے نفسوں کو مجاہدوں اور مخالفتوں کی تلوار سے قتل کرو۔ قَتَلَ نَفسَہٗ فَاَنَا دِیَتُہٗ جس نے اپنے نفس کو قتل کیا۔ اُس کا خون بہا ہوں میں ٭

مظہر جمالیّت

نفس رحمان ہے اس میں سات گُن یہ ہیں :- حَیٌّ - عَلِیمٌ - قَدِیرٌ مُرِیدٌ - سَمِیعٌ بَصِیرٌ - کَلِیمٌ - وغیرہ کو ہستی مطلق کہتے ہیں۔ ہستی مطلق و موہومہ یہ دونوں دریا وجود انسانی میں جاری ہیں۔ اور ان میں سے ایک برزخ ہے۔ جس کی شان میں مَرَجَ البَحرَینِ یَلتَقِیَانِ بَینَھُمَا بَرزَخٌ لَّا یَبغِیَانِ ط وارد ہوا ہے۔ وہ صرف ہستی مطلق ہے۔ اور

اخفیٰ

خفی

واحدیت

لطیفہ روح

لطیفہ سری

لطیفہ قلب

لطیفہ نفسی

عالم خلق

ہستی موہومہ ایک برزخ ہے۔ یعنی حجاب ہے جس وقت وجود انسانی میں جلوہ نمائی ہستی مطلق کی ہو جائے۔ تو ہستی موہومہ محو ہو جاتی ہے۔ اگر جلوہ نمائی ہستی موہومہ کی ہو جاوے۔ تو ہستی مطلق محو رہتی ہے۔ افسوس صد افسوس ؎

اُسے ہم نے بہت ڈھونڈا نہ پایا اگر پایا تو کھوج اپنا نہ پایا

؎ جب تک ہے بندگی اور خدائی کا حجاب
بندہ کو بھلا کہیں خدا ملتا ہے۔

اے یار یہ حجاب ہستی موہومہ بڑا حجاب ہے۔ اِس حجاب نے بہت ہی لوگوں کو ہلاک و تباہ کر دیا ہے۔ یہ حجاب سوائے تعلیم پیر و مرشد کے رفع نہیں ہو سکتا۔

حدیث شریف میں آیا ہے۔ کہ قُلُوبُ الْمُؤْمِنِیْنَ عَرْشِ اللّٰہِ تَعَالٰے یعنی مومنین کا دل اللہ تعالےٰ کا عرش ہے۔

آیت قرآنی اَلرَّحْمٰنُ عَلَی الْعَرْشِ اسْتَوٰی یعنے خدائے تعالیٰ عرش پر استویٰ ہے۔ جب مومن کا دل عرش ٹھیرا تو ثابت ہوا کہ اللہ تعالےٰ بندے کے دل پر استوے ہے۔

اے یار! دِل میں سوچ اور اپنے نفس میں فکر کر کہ تو کون ہے۔ اور کیا تھا۔ کیا صورت پائی۔ تیری اصل کیا ہے۔ گوش ہوش سے سُن کہ تیری اصل ذات کیا ہے۔ اوّل منزل میں حقیقت محمدی نام پایا۔ دوسری میں حقیقت انسانی۔ تیسری میں رُوح پھر مثال پھر تیرے رہنے کو یہ جسم کثیف ملا۔ تاکہ تو اپنی اصل کو بھُول جائے۔ اِس جسم کثیف نے اپنی کثافت کا اثر ڈالا۔ اس اثر صحبت نے تجھ کو اپنے ساتھ شامل کر لیا۔ اور تو کہنے لگا۔ کہ میرا جسم ہے۔ میں جسم ہوں۔ میں فلانے کا باپ ہوں۔ فلاں کا بیٹا ہوں۔ بھُوکا ہوں۔ میں پیاسا ہوں۔ میں ننگا ہوں۔ میں اندھا ہوں۔ مَیں لنگڑا ہوں۔ مَیں عاجز ہوں۔

اے یار! نہ تو جسم ہے۔ نہ تیرا جسم ہے۔ نہ تو کسی کا باپ ہے نہ بیٹا۔ نہ بھوکا نہ پیاسا۔ نہ ننگا نہ اندھا نہ لنگڑا اور نہ عاجز۔

غرض جو کچھ ہے۔ ان صفات سے موصوف ہے۔ یہ جسم ہی جسم ہے۔ باپ ہے تو جسم بیٹا ہے تو جسم۔ مُرشد ہے تو جسم۔ طالب ہے تو جسم۔ عاشق ہے تو جسم معشوق ہے تو جسم۔ کل عیوب جسم میں ہیں۔ تجھ میں کوئی عیب نہیں۔ تو روح پاک ہے۔ تو خلیفۃ اللہ ہے۔ یہ جسم ایک اعتباری وخیالی لباس ہے۔ جب تو نے ہزاروں ایسے لباس بدل ڈالے تو ایک دن اس کو بھی اتار دے گا۔ اس کے ہونے سے تیرا کس طرح نہ پہلے ہرج ونقصان تھا۔ نہ پھر ہو گا تو جیسا تھا۔ ویسا ہی رہیگا۔ بلکہ اس کے ساتھ محبت کرنے سے پستی میں گر یگا۔ اور ہمیشہ مبتلائے غم والم رہے گا +

پس اس سے محبت کا رشتہ توڑ۔ اور اُس کی اُلفت سے منہ موڑ۔ تاکہ عذاب سے چھوٹ جائیں۔ اور اپنے اصلی وطن میں پہنچکر آرام پائے۔ حُبُّ الْوَطَنِ مِنَ الْاِیْمَانِ یعنے اصلی وطن کی محبت کرنا ایمان کی نشانی ہے۔ اس لئے حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ اے فرزند تو اپنے اندر فکر کر۔ جو چیز تجھ کو مطلوب ہے۔ اپنے ہی میں طلب کر۔ وہ اپنے ہی اندر پائیگا۔ کوئی چیز تجھ سے باہر نہیں۔ یعنی تیرا مرض تیرے اندر ہے تو نہیں جانتا۔ وہ ابھی تیرے ہی پاس ہے۔ تو نہیں دیکھتا۔ اور تو گمان کرتا ہے۔ کہ میں چھوٹا سا جسم ہوں۔ اور حقیقت میں تیرے اندر ایک عالم اکبر لپیٹا ہُوا ہے +

اس میں کوئی شک نہیں۔ کہ انسان میں عالم اکسیر مندرج ہے۔ یعنی تو وہ امّ الکتاب ہے۔ اور علم کتاب کا تیرے اندر ہے +

حقیقت رُوح

غزل

ڈرتا ہوں میں زبان سے نکالوں جو نام دل — اللہ و بس کہوں ہیں اور ہُوں غلام دل
تشبیہہ و تنزیہہ تو ہے آنکھوں کے سامنے — برطے کیا کسی نہ صبح و شام دل
دریائے نیل میں غوطہ لگایا ہزار بار — لیکن نہ کہہ سکا میں حال تمام دل

اِس عالمِ وجود میں بس دل ہے محترم　　غافل سے بندھ سکا نہ مگر احترامِ دل
غافل خدا سے مرتے ہیں جنّت کے عیش پر
کیسے رسائی نفس کی ہو در مقامِ دل

اگر طالب صادق بصدق و اخلاص ورطہ جہالت سے نکل کر شغل ہمہ اوست میں مشغول ہو جاوے وہ خود ہمہ اوست ہو جاوے۔ اور لطافت ذاتی سے روح جس شے کے مقابل ہوتی ہے۔ اس کی رنگت روح میں نمایاں ہوتی ہے اگر جہل سے متصل ہے تو صورت مجہول رُوح کی ہے۔ اگر علم سے روبرو ہے تو خوئے علم اُس میں عیاں ہوتی ہے۔ اگر ذات لامحدود کے سامنے ہے تو جمیع فروعات وصفات کو چھوڑ کر ذات لامحدُود ہو جاتی ہے اس وقت ایسی لذت حاصل ہوتی ہے۔ کہ تمام لذات کونین اس کے سامنے ہیچ ہیں ❊

پس سالک کو لازم ہے کہ اپنی روح کی حقیقت سے آگاہ ہو کر بے خود و لذّت یاب ہو۔ اور معنے ھُوَ الاَوّلُ وَھُوَ الاٰخِرُ اُس کے سینے میں آفتاب سے زیادہ چمکیں ❊

اے یار! جس نے حسب ہدایت پیر و مرشد کوشش و ریاضت کے ذریعہ سے تحقیق تمیز باطل کر کے اپنے نفس کو پہچان لیا۔ وہ حق سے واصل ہو گیا۔ اور جس کو خود شناسی حاصل نہیں ہوئی۔ وہ چاہے ہفت اقلیم کا بادشاہ ہو یا صاحب کرامت ہو۔ تو مرتبہ پستی میں تباہ ہے ❊

عارفانِ حق فرماتے ہیں۔ کہ جب تک دل بکلّی ماسوا سے خالی نہیں ہے۔ تمام عبادت نماز۔ روزہ۔ ظہور کرامت داخل شرک و نفاق ہے۔ کہ روزہ رکھنا کام مریضوں کا ہے۔ نماز ادا کرنا کام ضعیف و بے کاروں کا ہے۔ مسافرت کام سوداگروں کا ہے۔ اور حج کرنا کام حاجیوں کا ہے۔ اور جہاز کی طرح پانی سے گزر جانا کام مچھیوں کا ہے۔ راہ خشکی طے کرنا کام کُتوں کا ہے۔ اور لنگر خانے جاری کرنا کام باورچیوں کا ہے۔ اور زر نقد دینا کام بادشاہوں اور صرافوں کا ہے۔ اور مریدوں کا جمع کرنا کام خود ستائیوں کا ہے۔ و زہد کرنا کام خود نماؤں کا ہے۔ و مسجدیں و خانقاہیں و بتخانے بنوانا کام بازاریوں کا ہے۔

اور نفی اثبات کام آہن گر کا ہے۔ و اظہار کرامت فعل جادوگر کا ہے۔ اور کسی کے حق میں بد دعا کرنا کام جلادوں کا ہے۔ و دُعا نیک کرنا کام سود خواروں کا ہے۔ و خلق کو رجوع کرنا و قدم بوسی کی خواہش کام تنبوں کا ہے۔ و خطاب قطب حاصل کرنا کام جوانمردوں کا ہے۔ سوائے تسلیم و رضا جو کام بیان ہوئے ہیں وہ کام سب مشائخی کے ہیں۔ اور مشائخی ایک چاہ عمیق ہے۔ کہ ہزاروں سالک اس میں غریق ہو گئے ہیں۔ اور پھر باہر نکلنے کی طاقت نہ ہوئی۔ اور جوانمردی کی عادت یہ ہے۔ کہ کار سے بیکار اور مراد سے نامراد۔ اور امید سے ناامید اور خودی سے از خود رفتہ ہو جائے ؎

علم ظاہر سے ترک کر مسعود — معرفت حق میں لیک ہے مردود
دین و دنیا کا ترک کر مقصود — تب کھلے تجھ کو ذات لا محدود

چونکہ مراتب و درجات لذات جہانی محض فانی ہیں۔ اُن کے لئے مشقت اٹھانی سراسر نادانی ہے۔ و عبادت باریا غفلت کی نشانی ہے۔ جو کشف و کرامات کا حریص ہے۔ وہ درویش و عارف نہیں ہے۔ وہ مغرور تسخیر قلوب کا طامع ہے۔ اور طالب کو دنیا و عقبےٰ کی نعمتوں پر فریفتہ ہونا مقصود بالذات سے مُنہ موڑنا ہے ✤

اے عزیز بے حق آگاہی بادشاہی بھی جان کی شامت ہے۔ و کرامت شرمندگی و ندامت ہے۔ اور زہد باریا موجب طعن و ملامت ہے۔ اور عالم موہوم میں بے خود ہو کر اصل خود سے واصل ہونا امن و سلامت ہے۔ و رہروان حق کو حقیقت معرفت نعمت ہے ✤

سُبحان اللہ عجیب وہ دلدار ہے۔ کہ ہر موئے اُس کی گرفتار ہے۔ اور ہر گرفتار کے لئے بازار ہے۔ اور ہر بازار کے لئے خریدار ہے۔ اور ہر خریدار کے لئے افکار ہے۔ اور ہر افکار کے لئے اسرار ہے۔ اور جبکہ وہ اصل جمیع فروعات میں موجود ہوا۔ تو اس اصل سے بے شمار فروعات کا اظہار ہوا۔ اور شرک کا بازار گرم ہوا۔ لیکن جو فرع کہ اپنی اصل سے آگاہ و خبردار ہے۔ اس کی نظر میں مشرک خطاوار ہے۔ کیونکہ وہ یکتائی وحدت میں استوار ہے ✤

اے یار! بہت روزنوں میں عکس افگن ہونے سے آفتاب میں کثرت نہیں ہوتی۔ ویسے ہی کعبہ و بُت خانہ دو مکان ہیں۔ اور مکین دونوں میں رہنے سے دو نہیں ہیں۔ جب کہ معاملہ رضا پر ٹھیرا۔ تو فرق نیک و بد بیجا ہے۔ جو اُس کی رضا ہووے زیبا ہے۔ اس میں چون و چرا محض خطا ہے۔ اس کی گلزار حکمت میں گُل و خار تمام بار کار ہیں۔ اور اُس کی وحدت سے تمام کثرت نمودار ہے۔ تو مذاہب کا تعصّب محض بے کار ہے +

اے یار! تجھ کو لازم ہے۔ کہ تمام مراتب و لذات جہانی و عذاب و ثواب و کفر و ایمان و کعبہ و بُت خانہ و دوزخ و بہشت سب کو یک جا کر کے معرفت کی چکی میں پیس ڈال۔ اور غلبہ عشق میں اُن کی گولیاں بنا کر دریائے وحدت میں پرتاپ کر دے +

اے یار! مطلب طالب حق کا متوجہ ہونا طرف نیستی کے ہے۔ جو کہ سرحد وادیٔ حیرت و مقام تجلّئ نور ذات سبحانہٗ و تعالےٰ کا مرتبہ درجہ ممکنات سے ہے +

پس چاہیئے کہ خلوت و عزلت و انجمن و اکل و شرب کے معاملات و کل حالات میں اپنی حقیقت اصلی کو نصب العین جانے۔ اور اُس کو حاضر و ناظر جانے۔ اور کسی لحظہ اس سے غافل نہ ہو۔ بلکہ تمام اشیائے عالم کو اسی سے قائم یا وہی جانے ؎

جو نقش کہ اِس تختۂ ہستی پہ ہویدا ہے
اس نقش کی صورت میں نقاش ہی پیدا ہے

شرح قلب صنوبری

قلب کے مرتبہ سے توحید حضوری منکشف ہوتی ہے۔ اور طالب صادق کو پہلے ہی روز ثابت ہو جاتا ہے۔ کہ میری ہستی پہلے کیا تھی۔ اور اب کیا ہے۔ اور اس کے مراقبہ کے تصوّر سے علم حاضرات معرفت توحید میں پہنچ جاتا ہے۔

اور حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی مجلس میں داخل ہو جاتا ہے۔ اور زندہ و گذشتہ مومن مسلمان اور اولیاء اللہ کی ارواح سے ملاقات ہوتی ہے۔ اور مراقبہ کے علم حاضرات سے نو آسمانوں عرش و کرسی لوح و قلم اور زمین کے ساتوں طبقوں کا تماشا نظر آتا ہے۔ اور پہاڑ کے تلے سنگ پارس کے دریافت کرنے کا تصرف حاصل ہوتا ہے۔ اور قلب کے چار نام ہیں +

اوّل:۔ قلب صنوبری اور رنگ نور زرد ہے۔

دوم۔ قلب جلیل روح ہے۔ اور نور اس کا سرخ ہے +

سوم۔ قلب گل نیلوفری۔ نور اس کا سیاہ ہے +

چہارم۔ قلب مُدوّر۔ نور اس کا سبز ہے +

محققین کے نزدیک مراقبہ کے معنے ایک دوسرے کو دیکھنا ہے۔ اور اسی توجّہ قلبی کو رقیب کی جانب پھیرتا ہے۔ رقیب اسماء حسنے میں سے ایک اسم الٰہی ہے اور نتیجہ مراقبہ یہ ہے۔ کہ تصور محبوب میں ایسا غرق ہو کہ پھر کسی طرح کی بھی خبر نہ رہے +

عارفان حقیقی نے فرمایا ہے۔ کہ مقصود تمام مراقبات کا یہی ہے۔ جو بیان کیا گیا ہے +

اگر طالب صادق کو ان مراقبات سے کچھ تجلیات جلوہ نور ذات حاصل ہوں تو جو کچھ دیکھے۔ وہ اپنے پیر و مرشد کے آگے بیان کرے۔ اور کسی غیر شخص یا ہر ایک کے پاس بیان ظاہر نہ کرے۔ ورنہ تجلیات وغیرہ بند ہو جائینگی۔ اور باقی قلب کے تین قسمیں نقشہ میں بیان ہیں +

نقشہ قلب صنوبری

قُلُوْبُ الْمُؤْمِنِیْنَ عَرْشُ اللّٰہِ تَعَالیٰ ✣ اَلرَّحْمٰنُ عَلَی الْعَرْشِ اسْتَوٰی

قلب کے تین حصے ہیں۔ اوّل گوشت کا لوتھڑا۔ دوسرا قالب اور تیسرا قلب ہے۔ جس میں ہر طرح کی عقلمندی و عشق و محبت کی آگ ہوتی ہے۔ اور قلب کی تین قسمیں ہیں:۔

اوّل قلب منیب ہے۔ جو عشق الٰہی سے خالی ہوتی ہے۔ اور ہمیشہ طالب دنیا رہتا ہے۔ اور دوسرا قلب سلیم ہے۔ یہ عبادت ضرور کرتا ہے اور ہمیشہ معرفت سے خالی ہوتا ہے۔ اور ہمیشہ طالب عقبیٰ رہتا ہے۔ تیسرا قلب شہید ہے۔ اور یہ عشق و محبت الٰہی میں محو در محو اور فنا در فنا ہوتا ہے۔ اور طالب مولیٰ کہلاتا ہے۔ اور زندہ دل ہوتا ہے۔ اور ذکر الٰہی کی لذت پاتا ہے۔ مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا مرنے سے پہلے مر جاؤ سے واقف ہوتا ہے۔ اور قلب نیست تمام دن لوگوں کے کان پھوڑتا ہے۔ اور اس کی آواز کلب کتے کی سی ہوتی ہے۔ اور مردہ دل کہلاتا ہے ✣

جب تک قلب قالب میں ہے کبھی حاضر ہے کبھی ناظر۔ کبھی
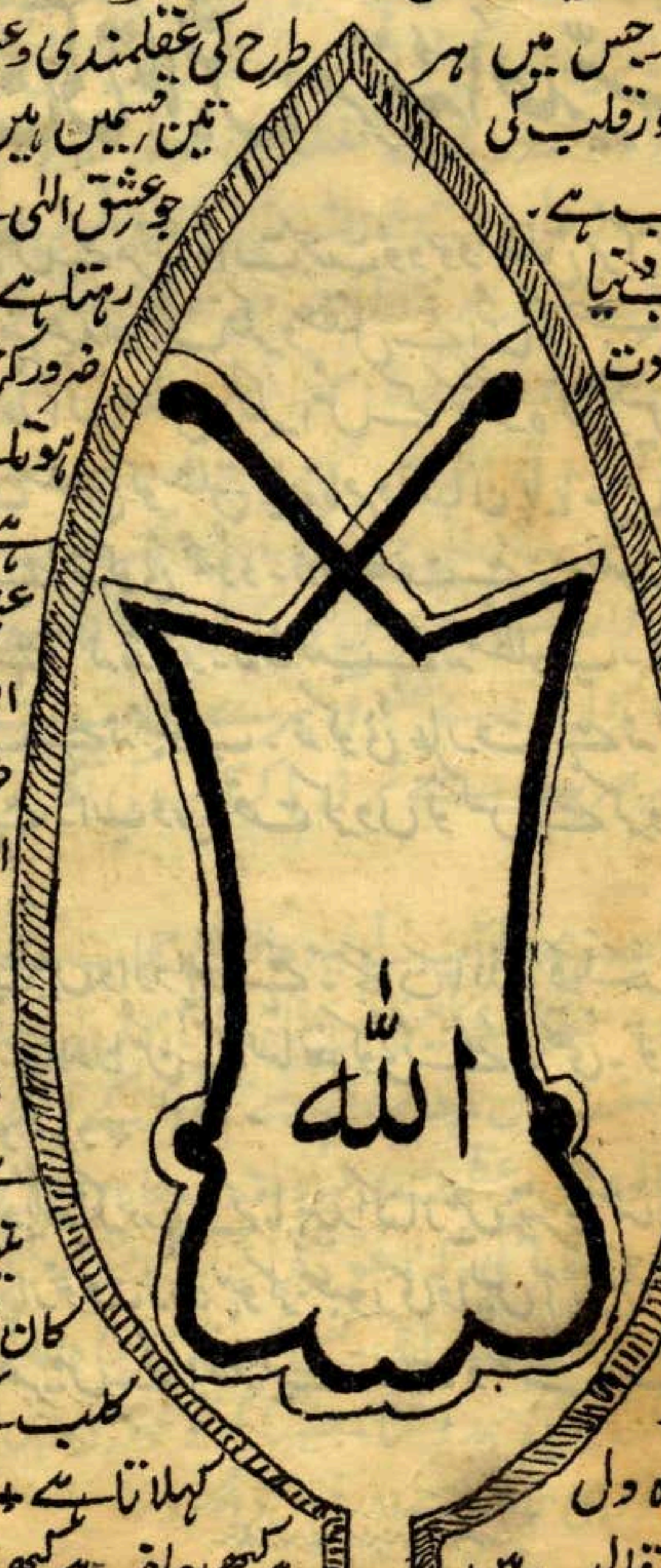
قادر ہے۔ کبھی عاجز۔ کبھی غافل ہے۔ کبھی ذاکر۔ کبھی شاکر ہے کبھی مُنکر کبھی عالم ہے کبھی جاہل۔ کبھی بغیر اس کے کبھی ساتھ اُس کے ؂

اور قلب کو قلب کہنے کی وجہ یہ ہے کہ اُس نے اپنی قدیمی حدیث کا قلب اِس طرح مضبوط پایا ہے۔ کہ اپنی غیریت احدیت کی وجہ سے اپنے سوا کسی کو چہرہ نہیں دکھاتا۔ اِسی وجہ سے لَنْ تَرَانِیْ فرمایا گیا تھا ؂

اُس بے نشان کی تلاش مرتبۂ اُحدیّت میں

اے یار! اوّل میں نے مرتبۂ ذات بحت و وجود مطلق پر کہ ہستی محضہ و ہویت مطلقہ ہے۔ اور ہر چند ادراک فکر و عقل نے اُس کی جستجو میں کوشش بلیغ فرمائی۔ لیکن ادراک عقل و فکر اُس کے کنگرہ تقدیس تک پرواز نہ کر سکا۔ اور ذات مطلق کو مطلق بے نام و نشان پایا۔ اِس لئے کہ اِس مرتبہ میں نہ کوئی حامد ہے نہ کوئی محمود۔ نہ واصف ہے نہ موصوف۔ نہ عابد ہے۔ نہ معبود۔ نہ ذاکر ہے۔ نہ مذکور۔ نہ طالب ہے نہ مطلوب۔ نہ عاشق ہے۔ نہ معشوق۔ نہ مُحب ہے نہ محبوب۔ نہ کوئی عارف ہے نہ معروف۔ بلکہ وہ ہستی محضہ ہے۔ اب دریافت کروں تو کس سے کروں۔ یہاں پر تو کسی کا بھی پتہ نہ چلا ؂

حدیث شریف میں وارد ہُوا ہے۔ كَانَ اللّٰهُ وَلَمْ يَكُنْ مَعَهٗ شَيْءٌ یعنی اللہ تھا اور اُس کے ساتھ کوئی شے نہ تھی۔ تو یہاں کس کی حمد و ثنا اور کون حامد و محمود ؂

جب میں نے دیکھا کہ دریائے ناپید اکنار میں تیری حمد و ثنا کی کوئی طاقت نہیں چل سکتی۔ ناچار خوف زدہ ہو کر بمجبوری واپس آنا پڑا ؂

اے یار! پھر میں نے احدیت سے وحدت کی طرف رُخ پھیرا ؂

اُس مطلوب کی تلاش مرتبۂ وحدت میں

اے یار! جب مجھ کو مرتبہ احدیت سے مایوسی ہوئی۔ تو میں نے مرتبۂ وحدت کی جانب رجوع کیا۔ کہ اگر وہ مطلوب قلبی یہاں مل جائے۔ تو اس کے آگے سر جھکاؤں۔ اور عالم میں اس کی خوبی ہائے کمال و جمال کی دھوم مچاؤں۔ تلاش میں سرگرم ہوا۔ اور دریائے تفکر میں غوطہ لگایا۔ پس خوبی قسمت سے حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی دعا کا یہ گوہر بے بہا ہاتھ میں آیا۔ یعنی جب حضور انور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو شب معراج میں جناب باری سے یہ حکم صادر ہوا کہ وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ یعنی تو سجدہ کر اور قریب تر ہو جا۔ تو آپ نے بحکم الٰہی سجدہ کیا اور مرتبہ وحدت میں پہنچے۔ اور اوّل آپ کی نظر توحید افعالی پر پڑی۔ اور یہ ایک حجاب ہے۔ اور ترقی مانع ہے۔ تو آپ نے رفع حجاب کے لئے عرض کی۔ کہ اَعُوْذُ بِعَفْوِكَ مِنْ عِقَابِكَ یعنی میں پناہ مانگتا ہوں۔ تیرے عفو کی تیرے عذاب سے۔ عفو و عذاب ہر دو فعل ہیں۔ پھر یہاں سے ترقی پا کر آپ کی نظر توحید صفات پر پہنچی ٭

اور یہ دوسرا حجاب ہے۔ تو آپ نے یہ دعا رفع حجاب کے لئے مانگی۔ کہ اَعُوْذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ یعنی میں پناہ مانگتا ہوں تیری رضا کی تیرے غصہ سے۔ رضا و غصہ ہر دو صفت ہیں۔ پھر یہاں سے ترقی کر کے توحید ذاتی میں پہنچے۔ اور ارادہ حمد و ثنا کیا تو وہاں پر عظمت و جبروت اور جاہ و جلال کبریائی دیکھکر گھبرا گئے۔ اور فوراً ہی یہ دعا مانگی۔ کہ اَعُوْذُ بِكَ مِنْكَ لَا اُحْصِىْ ثَنَاءً عَلَيْكَ كَمَا اَثْنَيْتَ عَلٰى نَفْسِكَ۔ یعنی میں تیری پناہ مانگتا ہوں تجھ سے میں پوری نہیں کر سکتا تیری حمد و ثنا۔ جیسا کہ تو خود ہی اپنی حمد و ثنا کرے۔ یعنی اِس مرتبہ میں تو خود ہی حامد ہے اور خود ہی محمود ٭

پس تو آپ ہی اپنی حمد و ثنا کر سکتا ہے۔ میری قدرت و مجال نہیں کہ

تیری حمد و ثنا کر سکوں۔ معافی کا خواستگار ہوں +
اب میں نے سوچا کہ اللہ اکبر یہاں بھی تو اسی بحرِ ذخار کی مواجی ہو رہی ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلّم تعریف الٰہی میں اپنا عذر و تقصیر بیان فرماتے ہیں۔ کہ اس مقام پر تو وہ خود ہی حامد ہے۔ اور خود ہی محمود۔ اَور خود ہی واصف ہے۔ اور خود ہی موصوف۔ اور خود ہی ذاکر ہے اور خود ہی مذکور۔ اور خود ہی عابد ہے اور خود ہی معبود۔ اور خود ہی طالب ہے اور خود ہی مطلوب۔ اَور خود ہی عاشق ہے اور خود ہی معشوق۔ اور خود ہی محب ہے اور خود ہی محبوب۔ اور خود ہی عارف ہے اور خود ہی معروف +
پس جب میں نے غور کیا۔ کہ تیری حمد و ثنا کی بانس بلی اِس قلزم محیط میں کب لگ سکتی ہے +
اے یار! جب کہ اِس مرتبہ میں بھی اُس بے نشان کا کچھ سُراغ نہ چلا۔ تو آخر کار اس میں مرتبہ واحدیّت میں آیا +

اُس محبُوب کی جُستجو مرتبہ واحدیّت میں

جب مجھ کو یہ ثابت ہو چکا کہ اُس ذات گم گشتہ کا سُراغ لگنا اِن دو مراتب مذکورہ بالا میں امر محال ہے۔ تو پھر مرتبۂ واحدیت کی جانب کہ وہ مرتبہ انسان ہے مائل ہوگیا۔ اور اپنے خیال محقق و فکر بلند پرواز حقیقت شناس و عقل کو اطرافِ عالم میں دوڑایا۔ کہ جاؤ اور اس حبیب قلبی کا کہیں سے کچھ پتہ لاؤ۔ ایک عرصہ دراز میں کچھ حیرانی و پریشانی کے بعد یہ تینوں صاحب واپس تشریف لائے۔ اور بیان کرنا شروع کیا۔ کہ ؎

نہیں لگتا تیرے ناقہ کا پتہ اے لیلےٰ　　چھان مارے تیرے مجنوں نے بیابان کتنے

؎ یہاں بیت الصنم خالی وہاں بیت الحرم خالی
پتہ لگتا نہیں اُس کا عرب خالی عجم خالی

اے یار! جس قدر تحقیقات سے ثابت ہوا ہے۔ اُس کا اظہار کرنا ضروری ہے۔

کہ یہ کل طلسماتِ خلقیہ جو دید و نمود میں آرہا ہے۔ یہ سب حضرت انسان کی ذات و صفات کا نور و ظہور ہے۔ اِس گردش میں جہان دیکھا۔ انسان ہی کو دیکھا۔ اور انسان ہی کو پایا۔ بجز انسان کے کچھ نظر نہ آیا۔ خالق انسان۔ مخلوق انسان۔ رازق انسان۔ مرزوق انسان۔ صانع انسان۔ مصنوع انسان۔ شاہ انسان۔ رعایا انسان حاکم انسان محکوم انسان۔ طالب انسان۔ مطلوب انسان۔ عابد انسان۔ معبود انسان۔ عارف انسان۔ معروف انسان۔ عاشق انسان معشوق انسان۔ محبّ انسان۔ محبوب انسان۔ مرشد انسان۔ مرید انسان۔ رسول انسان۔ مرسل انسان جابجا فائق و متصرّف انسان ۔

وَنَفَخْتُ فِیْهِ مِنْ رُّوْحِیْ انسان کی جان وَفِیْ اَنْفُسِکُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ انسان کا عنوان وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ انسان کی شان وَهُوَ مَعَکُمْ یعنی اِنِّیْ مَعَکُمْ اَیْنَمَا کُنْتُمْ یہ کامل معیّت کا بیان ہے۔ سب جگہ زمین و آسمان و مافیہا میں انسان ہی کی دھوم دھام ہے۔ اور کل اشیاء انسان ہی کا تسلّط و قبضہ ہے۔ اور باقی سب مخلوقات طفیلی ہے۔ جو آپ کو مطلوب ہے۔ وہ انسان ہی میں ہے۔ جمیع اسرارات الٰہیہ انسان ہی میں موجود ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ اٰدَمَ عَلٰی صُوْرَتِهٖ اے جَمِیْعِ صِفَاتِ جَمَالِهٖ وَجَلَالِهٖ وَالْاِنْسَانُ سِرِّیْ وَاَنَا سِرُّهٗ۔ شاہد حال اور محبّت بہ صفات الٰہیہ میں سے بدلیل فَاَحْبَبْتُ اوّل درجہ کی صفت ہے۔ یعنی میں نے اپنی خواہش یا محبّت کی کہ پہچانا جاؤں کی دوستی سے انسان ظہور میں آیا۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کا ارشاد ہے۔ کہ تم صفات الٰہیہ میں خوض فکر کرو نہ ذات میں کہ صفات ذات سے منفک نہیں ہے۔ اُس ذریعہ سے ذات تک پہنچ جاؤ گے ۔

پس انسان اپنی ہی ذات میں غور و تامل کرے تاکہ وَمَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ کا راز منکشف ہو۔

اکثر علماء محققین ان آیات وَصَوَّرَکُمْ فَاَحْسَنَ صُوَرَکُمْ اور لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ۔ کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔ کہ انسان

پس ایسے کلمہ گو عارفوں کے نزدیک مشرک ہیں۔ اس لئے کہ بجز زبانی لقلقہ کے اور کچھ نہیں جانتے۔ کہ کس کی نفی ہے۔ اور کس کا اثبات۔ اِس لئے ثابت ہؤا کہ مسلم قالی ہے۔ اور مومن حالی ہے۔ وارد ہؤا ہے ٭

سوال جب کہ اَلْمَوْجُوْدُ وَاحِدٌ غَیْرُہٗ لَیْسَ بِمَوْجُوْدٍ۔ یعنی وجود واحد ہے۔ اُس کا غیر موجود نہیں۔ تو پھر کس کی نفی اور کس کا اثبات ٭

جواب۔ نفی تو امانیّت وغیرہ کی ہے۔ جس کا وہم و وسوسہ دل میں سما گیا ہے۔ یہی شرک ہے۔ اور اثبات وجود مطلق کا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ہے ٭

سوال۔ جب یہ بات مسلم ہے کہ اَلْمَوْجُوْدُ وَاحِدٌ غَیْرُہٗ لَیْسَ بِمَوْجُوْدٍ تو بہشت و دوزخ کس کے لئے ہے ٭

جواب۔ انا کے واسطے یعنی جس نے نیکی و بدی کو اپنی طرف منسوب کیا۔ وہ بہشت و دوزخ کا مستحق ہے ٭

سوال۔ بہشت و دوزخ کیا چیز ہے ٭

جواب۔ عوام کے واسطے بہشت و دوزخ وہی ہے۔ جو شریعت غرّا میں شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیان فرمایا ہے۔ اور طریقت میں خاص کے واسطے وصال یعنی قرب اور مرتفع ہونا حجاب کا بہشت ہے۔ اور فراق اور حجاب و غفلت دوزخ ہے ٭

سوال۔ بامید بہشت و بخوف دوزخ عبادت کرنا کیسا ہے ٭

جواب۔ بامید بہشت و بخوف دوزخ عبادت کرنا ترک ہے۔ کَمَا قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَلَا یُشْرِکْ بِعِبَادَۃِ رَبِّہٖ اَحَدًا۔ یعنی شریک نہ کرے اپنے رب کی عبادت میں کسی ایک کو ٭

سوال۔ جب معرفت تمام حاصل ہو جائے۔ تو عبادت کرنا درست ہے یا نہیں ؟

جواب۔ بعد معرفت تمام کے عبادت شرک ہے۔ چنانچہ حضرت سیّدنا و مولٰنا غوث صمدانی محبوب سبحانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ وَمَنْ اَدَّی الْعِبَادَۃَ بَعْدَ الْوُصُوْلِ فَقَدْ اَشْرَکَ بِاللّٰہِ الْعَظِیْمِ۔ یعنی جس نے

فی الحقیقت جمال ظاہری و باطنی رکھتا ہے۔ اور یہ نسخہ جامعہ و مجموعہ کاملہ ہے۔ اِس میں جمیع موجودات عالم خالق و عالم امر۔ ملکوتی و علوی و سفلی مندرج ہیں۔ یعنی اللہ تعالےٰ نے انسان کو نسخہ جامع جمیع کمالات ظاہری و باطنی پیدا کیا ہے۔ یہ مجموعہ جامع جمیع علوم و فنون و صنعت وغیرہ کا ہے۔ کوئی علم۔ کوئی ہنر۔ کوئی پیشہ کوئی صنعت۔ اس سے باہر نہیں ہے۔ جو کچھ ہے موجود ہے۔ اسی کی نمود ہے۔ سب چیز اِس کے اندر موجود ہے۔ حقیقت میں انسان گنج مخفی کا نمونہ ہے۔ اور خلیفۃ اللہ اس کا خطاب ہے۔ بحاب قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنیٰ اس کا مقام ہے +

حدیث شریف میں آیا ہے۔ وَقَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ اَلْمُؤْمِنُ اَکْرَمُ عَلَی اللّٰہِ تَعَالیٰ مِنَ الْمَلٰئِکَۃِ مومن اللہ تعالےٰ کے نزدیک بہتر ہے ملائکہ سے +

حدیث شریف دیگر۔ وَقَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ اَلْمُؤْمِنُ اَفْضَلُ مِنَ الْکَعْبَۃِ یعنی مومن افضل ہے کعبہ سے +

اے یار! یاد رکھ کہ ایمان کامل موقوف ہے۔ علم معرفت پر جب تک کہ عرفان کامل نہ ہو۔ ایمان کامل نہیں +

چنانچہ حدیث شریف میں آیا ہے۔ کہ ایک روز صحابہ نے عرض کیا۔ کہ یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اعمال میں کون سا عمل افضل ہے۔ فرمایا کہ علم خدائے پاک کا۔ لوگوں نے کہا کہ ہم اعمال سے پوچھتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ علم خدائے پاک کا۔ پھر صحابہؓ نے عرض کیا۔ کہ ہم اعمال سے پوچھتے ہیں اور آپ علم ارشاد فرماتے ہیں۔ پھر حضور انورؐ نے فرمایا۔ کہ علم کے ساتھ تھوڑا سا عمل کارآمد ہوتا ہے۔ اور جہالت کے ساتھ بہت سا عمل بھی بے سود ہے۔ یعنی بغیر معرفت الٰہی کے عمل کارآمد نہیں ہوتا۔ وَلَیْسَ بِمُؤْمِنٍ اَلَّذِیْ یَجْمَعُوْنَ فِی الْمَسَاجِدِ وَیَقُوْلُوْنَ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَ شَیْئٌ۔ یعنی رسمی کلمہ کہنے والے حقیقی سے بے خبر ہیں۔ اور وہ مومن نہیں۔ کیونکہ نہ مراد کلمہ سے واقف نہ

فِیْهِ مِنْ رُّوْحِیْ کی شان ہے۔ اور اَلْاِنْسَانُ سِرِّیْ وَاَنَا سِرُّہٗ کی آن جب انسان اپنی اصل کی طرف متوجہ ہو کر مجاہدہ کرتا ہے۔ تو اس میں دو قسم کے کمال پیدا ہوتے ہیں۔ اول قرب نوافل۔ دوم قرب فرائض +

قرب نوافل یہ ہے۔ کہ صفات بشریّہ زائل ہو جاتے ہیں۔ اور اوصاف الٰہیہ حاصل ہونے کا نام قرب فرائض ہے۔ وارد ہُوا ہے +

سوال۔ منزل توحید میں کیا سیر ہے؟

جواب۔ حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ منزل توحید میں کچھ نہیں۔ یعنی نہ بہشت۔ نہ دوزخ۔ نہ عابد نہ معبود نہ عبادت نہ عاشق نہ معشوق نہ عشق۔ نہ عارف نہ معروف نہ عرفان۔ نہ خدا نہ رسول نہ مرسل۔ نہ مومن نہ کافر نہ دین۔ نہ ایمان نہ کفر نہ اسلام۔ نہ واحد نہ توحید نہ وحدت۔ نہ طالب نہ مطلوب نہ مطلب۔ نہ میں نہ تو۔ غرض توحید منزل نامرادی ہے۔ اور نامرادی میں مراد ہے۔ وارد ہوا ہے +

سوال۔ تصوف میں فنا کتنی قسم کی ہے؟

جواب۔ تین قسم کی۔ اوّل فناءِ وجودی۔ کہ کل اشیاء کا وجود عارف کی نظر میں نیست و نابود ہو جائے۔ اور جدا گانہ ہر فرد میں ذاتِ خدا جلوہ گر ہو۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کے یہی معنے ہیں۔ لیکن اس میں شرک خفی موجود ہے۔ یعنی ناظر و منظور ہم تا۔ و اسی کو توحید وجودی بھی کہتے ہیں۔ دوئم فناء عدمی وہ یہ ہے۔ کہ وجود اشیاء کے بجائے وجود حق کا ادراک جو عارف کو حاصل ہوتا ہے۔ وہ بھی فنا ہو جائے۔ اس وقت وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ کے معنے منکشف ہوتے ہیں۔ لیکن اس میں شرک اخفیٰ ہے۔ کیونکہ ابھی وقوف و ادراک باقی ہے۔ سوئم فناء الفناء۔ وہ یہ ہے۔ کہ وقوف و شعور و ادراک۔ وجود و عدم کا عین و غیرہ کا خودی و خدائی کا ذکر و فکر کا ہست و نیست کا کچھ اثر باقی نہ رہے۔ نہ واحد نہ یکی نہ دوئی نہ خودی نہ خلا نہ فنا نہ بقا سب محو در محو ہو جائیں۔ ؎

انکار نہ اقرار نہ تصدیق نہ ایجاب اعمال نہ افعال نہ سنت نہ کتاب
خود ہے نہ خدا ہے نہ خودی ہے نہ خدائی توحید کے دریا میں ہیں سب نقش بر آب

ارادہ کیا عبادت کا بعد وصول کے پس اُس نے تحقیق شرک کیا اللہ تعالےٰ کے ساتھ۔ وصول سے مراد سیر فی اللہ ہے یعنی عاشق کی سیر معشوق میں ہے۔ اور شعورِ عبادت دوئی میں ہوتا ہے۔ اور دوئی عارفوں کے نزدیک شرک ہے وارد ہوا ہے ✦

سوال۔ عارف ہمہ اوست کیوں کہتے ہیں۔ کیا یہ مقولہ صحیح ہے؟

جواب۔ عارف ہمہ اوست کو صحیح و درست سمجھتا ہے۔ کیونکہ عارف جب منزل توحید میں پہنچتا ہے۔ تو اُن کو انکشاف توحید ہوتا ہے۔ تو ہر شے میں ذات واحد کو دیکھ کر نعرہ ہمہ اوست مارتے ہیں ✦

سوال۔ اگر ہمہ اوست صحیح اور درست ہے۔ تو پھر عبادت کس لئے ہے اور کس کی؟

جواب۔ عبادت اپنی شناخت کا آلہ ہے۔ کیونکہ جب تک آئینہ دل کو مصقلہ عبادت سے صاف نہ کروگے، معرفت نفس محال ہے۔ کَمَا قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ لِکُلِّ شَیْئٍ صِقَالَۃٌ وَصِقَالَۃُ الْقُلُوْبِ ذِکْرُ اللّٰہِ ✦

سوال۔ وضو و غسل و نماز و روزہ و حج و زکوٰۃ و تجرید و تفرید و توبہ وغیرہ اعمال ظاہری سے اہل طریقت کے نزدیک کیا مراد ہے؟ ✦

جواب۔ شریعت میں جس طرح یہ اعمال بتائے گئے ہیں۔ وہ اُن کی صُورت ہے۔ اور طریقت میں ان اعمال کی حقیقت مقصود ہوتی ہے۔ مثلاً وضو ظاہر میں حدث اصغر سے پاک ہونا ہے۔ اور باطن میں تطہیر القلب عن ماسوی اللہ ہے۔ یعنی دل کو ہستی غیر کے خیال سے پاک وصاف کرنا حقیقت وضو ہے۔ اسی طرح غسل بظاہر حدث اکبر سے طہارت حاصل کرنا ہے۔ اور باطن میں شرک و دوئی حدث اکبر ہے۔ پس دریائے توحید میں غوطہ لگانا اس حدث سے غسل کرنا ہے۔ اور جب سالک بحر فنا میں غرق ہوتا ہے۔ تو یہ غسل آخر ہے۔ پھر کبھی نجس نہیں ہوتا ✦

سوال۔ تصوف میں قرب نوافل و قرب فرائض سے کیا مراد ہے؟

جواب۔ انسان کو لباس و تجلئے آخیرہ کہتے ہیں؟ کیونکہ اس میں نفخت

یا حیُّ یا ھُو

حق حق حق یا فریدُ یا فریدُ یا فریدُ الحق فریدُ اللہِ تعالیٰ جلّ شانہٗ

شجرۂ چشتیہ عالیہ بنامِ حضرت

شاہِ دو جہان حضرت مخدوم علاءالدین رحمۃ اللہ علیہ

بسمِ اللہِ الرّحمٰنِ الرّحیمِ

جب ماسوائے ذات خدا کے کہیں نہ تھا ارض و سما نہ تھا عرش بریں
یہی نور تھا ہر سُو جلوہ گزیں حضرت مخدوم علاء الدین
ہوا قدرت حق کا یہ منشاء کروں ظاہر نور کو اپنے ذرا
وہیں نور سے نور نبیؐ کا ہوا حضرت مخدوم علاء الدین
احمد نے اَنَا مِنْ نُورِ اللہِ فرمایا جو بے شک و شبہ
چلا اُس کے مطابق نور اللہ حضرت مخدوم علاء الدین
وحدت سے وہ نور تکثر ہو تبدیل سے سات کثافتیں دہو
پھر آیا یہ جسم آدم وہ حضرت مخدوم علاء الدین
چلا چار دل یار میں نور وہی ابوبکرؓ و عمرؓ عثمانؓ و علیؓ
پھر چشت نگر کی سیر بھی کی حضرت مخدوم علاء الدین
آیا جو علیؓ میں نور خدا کیا عالم میں اُسے شاہ بڑا
مالک کیا چودہ سلسلوں کا حضرت مخدوم علاء الدین
پھر نور ہوا نازل بصرے بن آیا حسن بصری ہو کے
عالم کو ہر نوع فیض دیئے حضرت مخدوم علاء الدین
بنا عبد الواحد ماہ لقا اسی نور سے خواجہ فضیل بنا
پھر بلخ میں ابراہیم ہوا حضرت مخدوم علاء الدین
ہوا بعدہٗ نور سعید الدین رح اور خواجہ ہبیرہ بصری امیں

اور یہی معنے فنا کے ہیں۔ جو بیان کئے گئے ہیں۔ ہر کس و ناکس کے فہم میں نہیں آسکتے۔ مگر ہاں جس پر اللہ تعالےٰ کا فضل و کرم ہو +

سوال۔ انسان اپنے فعل میں مختار ہے یا نہیں +

جواب۔ انسان کو مطلق اختیار نہیں محض معذور و مجبور ہے۔ انسان کی نیکی بدی۔ ہدایت ضلالت حرکات و سکنات تمام قبضہ قدرت میں ہیں۔ قُلْ کُلٌّ مِّنْ عِنْدِ اللّٰہِ یعنی سب کچھ اللہ کی طرف سے ہے۔ اور اللہ تعالےٰ جابجا قرآن شریف میں فرماتا ہے۔ کہ ہم نے کسی کو اختیار نہیں دیا۔ جو چاہتے ہیں کرتے ہیں۔ صورت تفکر +

اے یار! ہر انسان کو لازم ہے۔ کہ تنہائی میں بیٹھ کر دل کی طرف متوجہ ہو کر غور سوچ کرمیں کون ہوں۔ اور خدا کیا شے ہے۔ اور ظہورِ عالم جو نمودار ہے کیا چیز ہے۔ چندہی روز میں خود بخود ثابت ہوجائے گا۔ کہ میں یہ جسم نہیں ہوں کیونکہ جسم نہ تھا تو میں موجود تھا۔ اور جب یہ جسم و صورت نہ رہیگی۔ تو پھر میں رہونگا۔ میں روحُ اللہ ہوں۔ نَفَخْتُ فِیْہِ مِنْ رُّوْحِیْ۔ وہ رُوح میں ہی ہوں یعنی جب ہر ذات میں ذات الٰہی موجود ہے۔ تو بس اپنی ذات میں فکر کرنا افضل ہے۔ کہ میں کون ہوں کیا ہوں اور کیا تھا۔ اس طرح فکر کرے گا۔ تو اپنی ذات میں خدا کو پائے گا۔ اور خدا کی ذات میں اپنے آپ کو پائے گا۔

ع

جب حباب اپنی گرہ کے بند سے وا ہو گیا
صاف کہتا ہوں حقیقت میں وہ دریا ہو گیا

تمام شد

نسخہ حسب ہدایت پیر و مرشد عارف حق حضرت شاہ محمد نظام الدین صاحب چشتیہ صابریہ قادریہ کے۔ واسطے طالبان حق کے طبع ہوا

اے گنج شکر کے لختِ جگر   ذی غوث الاعظم کے نورِ بصر
اے بادشاہ ہمہ جن و بشر   حضرت مخدوم علاء الدین
میں آپ کے دَر کا سائل ہُوں   از خود بطبیعت مائل ہُوں
در خنجرِ عشق تو گھائل ہوں   حضرت مخدوم علاء الدین
اے میرے علی احمد صابر   ہو خستہ کی جانب ایک نظر
بہ صدقہ حضرت گنج شکر   حضرت مخدوم علاء الدین
جب گنجشکر نے فیض دیا   سُوئے کلیر شہر روانہ کیا
ہوئے واں جاکر رونق افزاء   حضرت مخدوم علاء الدین
چلا صابر سے سُوئے شمس الدین   وہی نورِ خدائے زمان و زمین
پھر پہنچا جسم جلال الدین   حضرت مخدوم علاء الدین
گیا عبدالحق میں نورِ قدم   وہی نورِ قدیم ہُوا جو رقم
پھر محمد عارف عیسٰے دم   حضرت مخدوم علاء الدین
ہوئے بعدہٗ شیخ محمد جی   عبدالقدوس وہ گنگوہی
ہوئے شاہ جلال الدین ولی   حضرت مخدوم علاء الدین
جب بلخ میں نور سے جلوہ کیا   وہیں شاہ نظام الدین ہُوا
اور ابوسعید ہو جلوہ نما   حضرت مخدوم علاء الدین
ہوئے حضرت صادق پیرِ جہاں   داؤد گنگوہی فیض رساں
پھر ابو معالی شاہ جہاں   حضرت مخدوم علاء الدین
آیا جو زمانہ بہبُودی   ہوئے میراں سیّد بھیک ولی
پھر اُن کے بعد عنایت جی   حضرت مخدوم علاء الدین
پھر عبدالکریم میں جلوہ کیا   اُسی نور سے شاہ غلام بنا
بعد ان کے شاہ امیر ہُوا   حضرت مخدوم علاء الدین
جب صابری نورِ حسن میں کیا   عالم میں مجدد رتبہ ہُوا
اسی نور سے جگ کو حصّہ دیا   حضرت مخدوم علاء الدین
پھر آیا حسین میں نور وہی   از شاہ حسن آں رام پوری

ممشاد علوی میں سمایا وہیں — حضرت مخدوم علاء الدین
ہوئے چشتی ابو اسحاق ولی — ابو احمد مالک نور خفی
ہوا نور محمد زاہد بھی — حضرت مخدوم علاء الدین
بعد ان کے ناصر الدین ولی — مودود وہ قطب الدین چشتی
پھر حاجی شریف ہوئے زندنی — حضرت مخدوم علاء الدین
وہی نور عثمان میں آیا جب — گیا خواجہ معین الدین میں تب
اجمیر میں ہو کے وہ عالی نسب — حضرت مخدوم علاء الدین
ہوا خواجہ معین الدین حسنؒ — لگی سارے جہاں کو اس کی لگن
ہوا ہند میں شاہنشاہ زمن — حضرت مخدوم علاء الدین
پھر دہلی میں خواجہ قطب الدین — بنا زیب اور زینت روئے زمین
ہادیٔ جناب فرید الدین — حضرت مخدوم علاء الدین
بعد اُن کے نور فرید ہوا — کہا دیکھ کے سب نے صلی علیٰ
بنا واہ واہ کیا ہے عجب پیا — حضرت مخدوم علاء الدین
پھر پہنچا بجسم علاء الدین — علی احمد شاہ دین متین
وہی نور خدائے عرش بریں — حضرت مخدوم علاء الدین
صابر ہمشیرہ زادہ کو — دیا نور خفی اس بابا نے وہ
انہیں ایسے نام سے یاد کرو — حضرت مخدوم علاء الدین
ارشاد سے پیر کے راہ پالیے — رہے سات برس تک بھکیارے
ہوئے گنجشکر کے تب پیارے — حضرت مخدوم علاء الدین
رہنا جو پاک پٹن میں کیا — بحضور فرید الدین بابا
مخدوم زمانہ ہوئے یک تار — حضرت مخدوم علاء الدین
پایا جو رتبہ صابر نے — اس گنجشکر شاہ والا سے
کہیں ایسے بیاں کو میں کیسے — حضرت مخدوم علاء الدین
ملا حق سے مرتبہ عالی ہے۔ — بابا سے قرب الٰہی ہے۔
ترا کیا شان جلالی ہے — حضرت مخدوم علاء الدین

چلا چار یاروں میں نور وہی　　ابوبکرؓ و عمرؓ عثمانؓ و علیؓ
پھر شیر فرید نگر کی کی　　یا بدرالدین سلیمانی
چلا بابا سے سُوئے فریدالدین　　وہی نورِ خدائے عرش بریں
ملا لقب سلیمانی کا وہیں　　یا بدرالدین سلیمانی
خواجہ گنج شکر نے اسے بھائی　　صابر سے خلافت دلوائی
محبُوب سے پگڑی بندھوائی　　یا بدرالدین سلیمانی
جب ابن فریدالدین ولی　　یعنے بدرالدین سلیمانی
کی جائے پدر پہ نشست اپنی　　یا بدرالدین سلیمانی
اُسی نور سے بیٹے کو حصّہ دیا　　تھا نام علاءالدین جن کا
بعد اُن کے معزّالدین ہُوا　　یا بدرالدین سلیمانی
پھر شیخ فضیل میں نور قدم　　گیا نور وہی کہ ہُوا جو رقم
ہوئے شیخ منوّر عیسےٰ دم　　یا بدرالدین سلیمانی
ہوئے نورالدین و بہاءالدّین　　شہ یونس صاحب دین متین
پھر احمد شاہ اہل یقین　　یا بدرالدین سلیمانی
بعد اُن کے شاہ عطاءاللہ　　ہوئے شیخ شہاب الدین چو ماہ
اسی نور سے شیخ ابراہیم شاہ　　یا بدرالدین سلیمانی
جنہیں ثانی فرید بھی کہنا روا　　از حکم فریدالدین بابا
پھر تاج الدین بعد اِن کے ہُوا　　یا بدرالدین سلیمانی
گیا فیض اللہ میں نوراللہ　　ہوئے تاباں ابراہیم چو ماہ
پھر شیخ محمد اشرف شاہ　　یا بدرالدین سلیمانی
بعد اُن کے شیخ سعید ہوئے　　اور یوسف قدر مرید ہوئے
شاہ عبد السُبحان شہید ہوئے　　یا بدرالدین سلیمانی
وہی نور غلام رسول ہو کر　　ہوا شیخ محمد یار ادھر
پھر شرف الدین شاہ والا گہر　　یا بدرالدین سلیمانی
ہوئے اللہ جوایا قطب زماں　　برجائے برادر جلوہ کناں

ہوُا ثالث شاہ فریدؒ ولی — حضرت مخدوم علاء الدین
وہی نور شاہ محمد نظام الدین ہوُا — پھر پیر محمد شاہ ہوُا جلوہ نما
تخلص پیر شاہ صابری پیر ہوُا — حضرت مخدوم علاء الدین
اَے چشتی وہی ہے نور خدا — مغرب سے مشرق جلوہ نما

جس نور کا قِصّہ تو نے لکھا
حضرت مخدوم علاء الدین

شجرہ شریف

سجادہ نشینان بدریہ فریدیہ عالیہ بنام حضرت شاہ و شیخ محمد بدر الدّین سلیمان ولایت فرزندِ اکبر جناب بابا صاحب فرید گنجشکر مسعود العالمین رحمۃ اللہ علیہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

جب ایک ہی نور تھا یزدانی — نہ تھی آتش و خاک ہوا پانی
نہ تھی صورت جن نہ انسانی — یا بدر الدین سلیمانی
ہوُا قدرتِ حق کا یہ منشا — کروں ظاہر نور کو اپنے ذرا
وہیں نور سے نور نبیؐ کا کیا — یا بدر الدین سلیمانی
احمدؐ نے اَنَا مِنْ نُوْرِ اللّٰہِ — فرمایا جو ہے شک و شبہ
چلا اس کے مطابق نور اللہ — یا بدر الدین سلیمانی
وحدت سے وہ نور تکثر ہو — تبدیل سے سات کثافتیں دھو
پھر آیا بہ جسم آدم وہ — یا بدر الدین سلیمانی

تیرا سوہنا نام فرید ہوا
تیرا عالی قدر مجید ہوا
روشن ہو یوں مثل بدر
یا حضرت بابا گنجشکر یا گنجشکر

یا ثالث ذات فرید اللہ

جو مرنے سے پہلے مردا ہے
وچ چشت نگر اوہ وڈا ہے
بینوں پیر سکھایا ایہ ہنر
یا حضرت بابا گنجشکر یا گنجشکر

یا ثالث ذات فرید اللہ

تیری خاطر پیدا سب خلقت
کسے دی دولت کسے دی عظمت
کسے دی مستی کسے گنج فقر
یا حضرت بابا گنجشکر یا گنجشکر

یا ثالث ذات فرید اللہ

اِس ملک پنجاب خراب اندر
جولاں تراتیاندے وچہ پایا گھر
تیرے فقر نے پہنا جبہ مغفر
یا حضرت بابا گنجشکر یا گنجشکر

یا ثالث ذات فرید اللہ

پنجتن کے تم وچکار ہوئے
وچہ پاک تین سردار ہوئے
فردیت کا پٹکا باندھ کمر
یا حضرت بابا گنجشکر یا گنجشکر

یا ثالث ذات فرید اللہ

خواجہ معین الدین کے پیارے ہو
خواجہ قطب الدین کے تارے ہو
مخدوم محبوب کے ہو افسر
یا حضرت بابا گنجشکر یا گنجشکر

یا ثالث ذات فرید اللہ

تیری خاطر حضرت علی احمد پیارے
رہے مست برساں تک بھکیارے
تیری خاطر ملیا لقب صابر
یا حضرت بابا گنجشکر یا گنجشکر

یا ثالث ذات فرید اللہ

تیری خاطر بنا نظام الدین محبوب خدا
ان دونوں سے پہلے بدر ہوا
روشن ہے کیا چشت کا گھر
یا حضرت بابا گنجشکر یا گنجشکر

یا ثالث ذات فرید اللہ

میں طالب گنجشکر دے گھر دا ہاں
پیر محمد حسین کا بردا ہاں

پوشیدہ تھا اُن میں نور نہاں — یا بدرالدین سلیمانی
پھر ان سے محمد حسین ہو کر — اولاد خواجۂ گنج شکر
کیا ملک کو فیض سے بہرہ ور — یا بدرالدین سلیمانی
وہی نور شاہ محمد نظام الدین ہُوا — بدری اور صابری فیض لیا
عالم کو زبس خوشحال کیا — یا بدرالدین سلیمانی
ہُوا شاہ محمد پیر شاہ بھی بہرہ ور — اُسی نور سے گویا کیا خوشتر

به صدق حضرت گنج شکر
یا بدرالدین سلیمانی

شجرہ کا شجرہ۔ قصیدہ کا قصیدہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

جب تھا نور خدا مخفی نہ مستر — ہُوا ذات کو شوق کہ ہوں ظاہر
کیا نور سے نور احمد ظاہر — یا حضرت بابا گنجشکر یا گنجشکر یا گنجشکر
یا ثالث ذات فریداللہ

پھر نور وہ درجہ بدرجہ میں آ — تبدیل میں سات کثافتیں کیا
ہُوا برزخ آدم عین بشر — یا حضرت بابا گنجشکر یا گنجشکر یا گنجشکر
یا ثالث ذات فریداللہ

پھر نور وہ چاروں یار میں ضیا ور — پھر جلوہ چشت نگر میں کیا
وچ گنجشکر دے ہوا اظہر — یا حضرت بابا گنجشکر یا گنجشکر یا گنجشکر
یا ثالث ذات فریداللہ

تیری خاطر حضرت احمد سرور — آئے لے قرآن جہان اندر
تیری خاطر ہوا اسلام ظاہر — یا حضرت بابا گنجشکر یا گنجشکر یا گنجشکر
یا ثالث ذات فریداللہ

اکمل فرید۔ خادم فرید۔ متوکل فرید۔ سالک فرید۔ زاہد فرید۔ عابد فرید۔ عالم فرید۔
فاضل فرید۔ صادق فرید۔ واصل فرید۔ صابر فرید۔ شاکر فرید۔ امام فرید۔ امام الثقلین
فرید۔ شیخ الاعظم فرید۔ مجتہد فرید۔ متدین فرید۔ متقی فرید۔ محب فرید۔ مرشد فرید۔
پیر پیران فرید۔ غوث فرید۔ غوث الثقلین فرید۔ حق فرید۔ وکیل فرید۔ خالص فرید۔
مخلص فرید۔ عاشق فرید۔ عارف فرید۔ شمس العارفین فرید۔ غازی فرید۔ معظم
فرید۔ ہادی فرید۔ معشوق الحق فرید۔ عین الحق فرید۔ حیاء الحق فرید۔ ضیاء الحق فرید۔
معین الحق فرید۔ مہدی فرید۔ ولی فرید۔ سخی فرید۔ سلطان المشائخ فرید۔ الفیا فرید
کرم اللہ فرید۔ منبعت فرید۔ مباح فرید۔ جہان گشت فرید۔ اکبر فرید۔
گنجشکر فرید۔ شکر فرید۔ فرید الحق فرید۔ حبیب فرید۔ عزیز فرید۔ مقبول فرید
صوفی فرید۔ محقق فرید۔ تدقیق فرید۔ خیر فرید۔ قہر فرید۔ سلطان فرید۔ برہان فرید۔
دم فرید۔ قدم فرید۔ اول فرید۔ آخر فرید۔ ظاہر فرید۔ باطن فرید۔ جبل فرید۔
نخل فرید۔ بر فرید۔ بحر فرید۔ یحییٰ فرید۔ یمیت فرید۔ نور اللہ فرید۔ نار اللہ
فرید۔ نظر اللہ فرید۔ فضل اللہ فرید۔ فیض اللہ فرید۔ خلیفۃ اللہ فرید۔ اہل اللہ
فرید۔ آیت اللہ فرید۔ عظمت اللہ فرید۔ عظیمت اللہ فرید۔ نقطۃ اللہ فرید۔
صبغت اللہ فرید۔ بصنعت اللہ فرید۔ سر اللہ فرید۔ عزیز اللہ فرید۔
روح اللہ فرید۔ عبد اللہ فرید۔ محیط اللہ فرید۔ قطب الاقطاب فرید۔ مشکلکشا
فرید۔ قاضی الحاجات فرید۔ کافی المہمات فرید۔

الٰہی بحرمت این نود و نہ نام حضرت شیخ و سید فرید الدین فرد بابا گنجشکر
مسعود العالمین رحمۃ اللہ علیہ و برکاتہ جمیع مریدان و معتقدان آنحضرت را مطلوب
دل و مقصود جان برسانی۔ بمنہٖ و کمال کرمہٖ صلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہٖ
سیدنا محمد و علیٰ آلہٖ و اصحابہٖ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین۔

دعا۔ اللّٰھم اغفرلی ذنوبی و لوالدینا و المرشدنا و ارحمھما کما
ربیانی صغیرا۔ للمؤمنین و المؤمنات و المسلمین و المسلمات
اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین۔

تمام شد

کرو دین دُنی کے کارج سر　　یا حضرت بابا گنجشکر یا گنجشکر

یا ثالث ذات فرید اللہ

نظام الدین ایہ عرضاں کردا ہے　　نت نام تیرے نوں پڑھدا ہے
اک ڈالو مجھ پر نظر مہر　　یا حضرت بابا گنجشکر یا گنجشکر

یا ثالث ذات فرید اللہ

اک پیر شاہ عاصی خادم ہے　　نت ہجر تیرے وچ نادم ہے۔
اک قطرہ نور کرو صادر　　یا حضرت بابا گنجشکر یا گنجشکر

یا ثالث ذات فرید اللہ

نو دُنہ نام

حضرت شاہ و شیخ محمد مسعود العالمین بابا گنجشکر عاشق و معشوق ذات احدیت قائمقام زبدۃ الانبیاء فردیت اغیاث الہند رحمۃ اللہ علیہ

یا حیُّ یا قیُّومُ

حُو حَق حَق یا فَرِیدُ یا فَرِیدُ یا فَرِیدُ الحَق فَرِیدُ اللہِ تعالےٰ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

شیخ فرید۔ شیخ الزمان فرید۔ سید فرید۔ حسنی فرید۔ مخدوم فرید۔ قطب الموحدین فرید۔ خواجہ فرید۔ بابا فرید۔ شاہ فرید۔ شاہ جہان فرید۔ مولانا فرید۔ حاجی فرید۔ حاجی الحرمین فرید۔ درویش فرید۔ عاجز فرید۔ مسکین فرید۔ فقیر فرید۔ غریب فرید موجود فرید۔ محمود فرید۔ محمود فرید۔ مقصود فرید۔ قاصد فرید۔ مقصد فرید۔ چشتی فرید۔ اجودھنی فرید۔ حامد فرید۔ حمد فرید۔ حمید فرید۔ کامل فرید۔ مکمل فرید

حالات مشائخ چشتیہ

یعنی

اردو ترجمہ کتاب سیر العارفین

کتاب ہذا تصنیف لطیف قدوۃ العارفین زبدۃ الواصلین ہادی شیخ و شاب ناطق بالحق اصحاب مقبول بارگاہ رب الودود حضرت شیخ بہاؤالدین محمود ناگوری چشتی رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ شیخ عماد الدین رحمۃ اللہ علیہ اس کتاب میں بزرگان سلسلہ چشت اہل بہشت کے نہایت تحقیق اور تجسس سے حالات قلمبند کئے گئے ہیں۔ جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ تک پھر ان کے خلیفہ عالی مقام شیخ المشائخ حضرت بدرالدین غزنوی سے تا حضرت عماد الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ تک بہ تفصیل درج ہیں۔ اس کتاب میں بڑی خوبی یہ ہے کہ پڑھتے جاؤ اور محبت حقیقی کے لطف اٹھاتے جاؤ۔ سبحان اللہ کیا خوب کہا ہے ؎

اسرار محبت را ہر دل نہ بود قائل
دُر نیست بہر دریا زر نیست بہر کانے

غرضیکہ اس کتاب کی خوبی ملاحظہ فرمانے پر ظاہر ہوگی۔ زیادہ تعریف بے سود ہے۔ نہایت خوش قلم چھپ کر تیار ہے۔ اور ہاتھوں ہاتھ فروخت ہو رہی ہے۔

قیمت مجلد تین روپے ... [illegible] نگھی۔ [illegible] کشمیری بازار لاہور

مناقب صابری

صابر پیارے صابر سائیں لے گل لائیں روروعرضاں کرنی ہاں
جے کوئی مجرم بولی بخشو برت بہاں تے دھرنی ہاں
پیر صابر دے روضے اُتوں جان صدقڑے کرنی ہاں

اِک دن آ کملی دے والی موڈھے رکھ کے کملی کالی
جند واراں جے دیو وکھالی درشن بناں پئی مرنی ہاں
پیر صابر دے روضے اُتوں جان صدقڑے کرنی ہاں

عقلاں والیاں وُڈیاں وڈیاں موت نے آخر میٹ کے چھڈیاں
ہویاں خاک اُنہاندیاں ہڈیاں ڈر ڈر کے پب دھرنی ہاں
پیر صابر دے روضے اُتوں جان صدقڑے کرنی ہاں

رب دے لئی ہُن نہ ترساؤ اتنا کرم پیا فرماؤ
اِس کو بھی لوں لے گل لاؤ ہجر دے صدمے جرنی ہاں
پیر صابر دے روضے اُتوں جان صدقڑے کرنی ہاں

اَج جلدی پیا آ ہُن جلدی آتش ہجر تھیں جند ہے جلدی
رات دنے تیرے نام نوں پڑھدی وصل بناں پئی مرنی ہاں
پیر صابر دے روضے اُتوں جان صدقڑے کرنی ہاں

آپ سیّد کلیر کے والی میں پنجابن رہی منہ کالی
کد چڑھساں نظر صابر والی رت دم جیندا بھرنی ہاں
پیر صابر دے روضے اُتوں جان صدقڑے کرنی ہاں

میں پیر شاہ ہاں بیڑی کو بھی نہ ہے رُوپ تے نہ گن جوگی
توں سوہنا تیری شکل انوکھی ڈر ڈر عرضاں کرنی ہاں
پیر صابر دے روضے اُتوں جان صدقڑے کرنی ہاں

(تمام شُد)

ارشادات فریدی یعنی اشلوک فریدی

سکھ بھائیوں کیلئے امرت جل   ہندو و مسلم بھائیوں کیلئے عرفان کا پھل

صاحبانِ تصوف یعنی گیان دھیان والے امرت کے گھونٹ پینے والے اور بادہ نوشان معرفت کے سرشاروں کو باآواز بلند یہ مژدہ جانفزا ہے کہ کتاب مستطاب ارشادات فریدی المعروف شلوک فریدی جمع کردہ منشی جیشی رام صاحب اشتاق فرید کوٹی مرید حضرت محبوب الٰہی جناب محمد حسین شاہ صاحب ثالث چشتی بصرف زر کثیر طبع ہو کر تیار ہو گئی ہے۔ یہ وہ کتاب ہے جس کے لئے عرصہ سے دل بیتاب اور آنکھیں منتظر تھیں اس میں حضرت باباگورو نانک صاحب کا ندی پر برائے غسل جانا اور تین شب و روز کرامت سے ندی میں غائب رہنا دیوان جے رام و نواب دولت خاں حاکمان کا آپکی جستجو میں دریا کا پانی چھنوا ڈالنا مگر گورو صاحب کا نشان نہ پایا۔ ادھر گورو صاحب کا درگاہ عالیہ خضریہ میں جسکو ورن دیوتا کہتے ہیں جانا اور وہاں سے آپکو اس گورمنتر کا بھی اپدیش ہونا جو آپ نے گرنتھ صاحب کے شروع میں درج کیا ہے جس کے پہلے الفاظ ایک اونکار ست نام اور بروقت ملاقات حضرت خضر علیہ السلام نے یہ بھی فرمایا تھا کہ جو کوئی نماز ابیر و اس منتر کو پڑھیگا اسی کو نجات ملیگی نیز اس چھوٹی سی کتاب میں شلوک کہائے گرنتھ صاحب و حضرت بابا فریدالدین صاحب گنجشکر رحمۃ اللہ علیہ و بعض بزرگان دین و موحدین ہند درج ہیں جن کا ایک ایک لفظ کروڑوں دُرِ بے بہا اور اعلیٰ جواہرات سے بیش قیمت ہے نیز اسمیں گورو صاحب موصوف اور حضرت شاہ بہرام صاحب سجادہ نشین حضرت باباصاحب گنجشکر کی باہمی ملاقات و سوال و جواب اور خدا و رام و برہم کے وجود بقا باللہ و بد زبان کے حصول کا طریقہ و مذہب و دھرم کی اصلیت کو بالتشریح و مطالب عجیبہ باندازِ صوفیانہ سلیس اردو میں خوش فہم طرز تحریر سے حضرت محبوب الٰہی موصوف نے بیان کیا ہے یہ کتاب ہر خاص و عام کیلئے بلا قید مذہب و ملت بے انتہا مفید ثابت ہوئی ہے۔ اور ہر شخص کا فرض ہے کہ اس کتاب کو ضرور اپنے مکان میں باعتبار تبرک رکھے۔ کہ یہ چار سو سال کا بے بہا خزانہ جو بعد محنت شاقہ آپکی خدمت میں ہے صرف ایک روپیہ میں باوجودیکہ کاغذ موٹا اور لکھائی چھپائی نہایت عمدہ ہے صفحہ روزگار پر ہمیشہ کیلئے ایک نمایاں یادگار قائم رہیگی مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید۔ **قیمت** [illegible] علاوہ محصولڈاک

المشتہر۔ اللہ والے کی قومی دکان ملک چنن الدین ککے زئی تاجر کتب قومی بازار کشمیری لاہور